ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
06
www.tanzeem.org
مسلسل اشاعت کا
33واں سال
تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام
تنظیم اسلامی کا ترجمان
25 رجب تا یکم شعبان 1445ھ / 6 تا 12 فروری 2024ء

سب سے بڑا سہارا

جو شخص معاشرے کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے، اس کی غلط رسوم و روایات، عقائد و نظریات، افکار و تصورات، میلانات و رجحانات اور عزت و ذلت کے پیمانوں سے بغاوت کرتا ہے، اس پر معاشرے کا اتنا شدید دباؤ پڑتا ہے کہ وہ اس کے مقابلے میں ٹک نہیں سکتا جب تک کہ پشت پر کوئی ایسی قوت نہ ہو جو انسانوں سے زیادہ قوی، پہاڑ سے زیادہ اٹل اور زندگی سے زیادہ عزیز ہو۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ مؤمن کو اس طوفانِ کشمکش میں یکہ و تنہا، اور بے یار و مددگار نہیں چھوڑ دیتا، کہ وہ حزن و غم اور احساس ناتوانی سے ہمت چھوڑ بیٹھے۔ بلکہ وہ اس کے سر پر شفقت و محبت کا ہاتھ رکھتا اور اسے یہ جاں نواز پیغام دیتا ہے:
﴿وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝١٣٩﴾ (آلِ عمران) ”اور سُست نہ پڑو اور غمگین نہ ہو۔ تم ہی اونچے ہو، اگر تم مومن ہو۔“

اس موقع پر لازماً حزن و غم کا بھی حملہ ہوتا ہے، اور احساس ناتوانی کا بھی۔ یہ ہدایت آتی ہے تاکہ مومن اس کے ذریعہ ان دونوں کا مقابلہ کرے۔ جہاں وہ اس موقع پر صبر و استقامت سے کام لے، وہیں اپنی عظمت و بلندی کے احساس سے سرشار بھی ہو، وہ سرکش قوتوں، نامعقول قدروں، جاہلی نظریوں، باطل نظاموں، بے جا رسموں، نامناسب عادتوں، ترک و اختیار کے غلط پیمانوں اور گمراہی پر متحد جتھوں سے ذرا بھی مرعوب نہ ہو، بلکہ انہیں اپنے سے فروتر سمجھے۔

اور غور کرو تو حقیقت بھی یہی ہے۔ ہر لحاظ سے بلند و برتر مؤمن ہی ہے۔ اس کا سہارا سب سے بڑا سہارا ہے۔ اس کا سرچشمہ سب سے اُونچا سرچشمہ ہے۔ بھلا اسے انسانوں سے کیا سروکار؟ ساری دنیا سے کیا علاقہ؟ دنیوی قدردانوں کی اسے کیا پروا؟ انسانی پیمانوں سے اسے کیا واسطہ؟ وہ تو اللہ ہی سے لیتا، اللہ ہی کی طرف پلٹتا، اور اللہ ہی کے راستہ پر چلتا ہے۔

نقوشِ راہ
سید قطب شہیدؒ

اس شمارے میں

5 فروری — یومِ کشمیر
امانت اور عدل، ووٹ....
انتخابی مہم اور عمومی منکرات
رام مندر کا افتتاح اور بھارت کی انتہا پسندی؟
خون ہے، لاشے ہیں، شور ہے
شہداء کا اعزاز و اکرام

سُورۃُ القَصَص

تمہیدی کلمات

سورۃ الفرقان سے سورۃ السجدۃ تک آٹھ مکی سورتوں کا گروپ چار چار سورتوں کے دو ذیلی گروپس میں منقسم ہے۔ ان میں سے پہلی چار سورتوں (سورۃ الفرقان‘ سورۃ الشعراء‘ سورۃ النمل اور سورۃ القصص) میں مزاج کے اعتبار سے کافی مشابہت پائی جاتی ہے۔ سورۃ القصص اس ذیلی گروپ کی آخری سورت ہے۔ اس گروپ میں سے سورۃ الفرقان کو چھوڑ کر باقی تینوں سورتوں کا آغاز حروفِ مقطعات سے ہوتا ہے۔ سورۃ الشعراء اور سورۃ القصص دونوں طٰسٓمٓ سے شروع ہوتی ہیں جبکہ سورۃ النمل کا آغاز طٰسٓ سے ہوتا ہے۔ دوسرے ذیلی گروپ کی چاروں سورتوں (سورۃ العنکبوت‘ سورۃ الروم‘ سورۂ لقمان اور سورۃ السجدۃ) میں مضامین کی ہم آہنگی کے علاوہ باہمی مشابہت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ان سب کا آغاز الٓمّٓ سے ہوتا ہے۔

یہاں ضمنی طور پر حروفِ مقطعات کے سلسلے میں ایک یہ نکتہ بھی ذہن نشین کر لیجیے کہ جن سورتوں کے آغاز کے حروفِ مقطعات میں ''ط'' آیا ہے ان سورتوں میں حضرت موسٰی علیہ السلام کا ذکر ملتا ہے‘ مثلاً سورۂ طٰہٰ‘ سورۃ الشعراء‘ سورۃ القصص اور سورۃ النمل۔ اس کی وضاحت بعض اہل علم نے اس طرح کی ہے کہ عبرانی اور عربی زبان کے بنیادی حروف (alphabets) مختلف شکلوں سے اخذ کیے گئے ہیں (جیسا کہ چینی زبان کے حروف بھی شکلوں سے بنے ہیں‘ جبکہ بعض زبانوں کے حروف آوازوں سے بھی اخذ ہوئے ہیں)۔ اس لحاظ سے ''ط'' سانپ کی شکل سے مشابہ ہے (حرف کا نچلے والا حصہ سانپ کی کنڈلی سے مشابہ ہے جبکہ اوپر اٹھا ہوا ''الف'' اس کے پھن کی علامت ہے)۔ بہر حال حضرت موسٰی علیہ السلام کے ساتھ سانپ کی ایک خاص مناسبت ہے اور شاید اسی وجہ سے مذکورہ چار سورتوں میں حضرت موسٰی علیہ السلام کے واقعات بیان ہوئے ہیں۔ اس موقف کو سورۂ نٓ (اس سورت کا دوسرا نام ''سورۃ القلم'' بھی ہے) میں حضرت یونس علیہ السلام کے ذکر سے بھی تقویت ملتی ہے۔ حرف ''ن'' کے بارے میں خیال ہے کہ اس حرف کی شکل مچھلی کی شکل سے اخذ کی گئی ہے (عام طور پر آج بھی ڈرائنگز اور پینٹنگز میں مچھلی کی شکل ایک ایسی ''ن'' سے مشابہ دکھائی جاتی ہے جس کا نقطہ ایک جانب لگا ہو) اور اسی وجہ سے حضرت یونس علیہ السلام کو ذوالنون (مچھلی والا) کا لقب دیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۂ ''نٓ'' میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر ''صاحب الحوت'' (مچھلی والا) کے لقب سے آیا ہے اور وہاں یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مچھلی کے پیٹ میں پہنچا دیا تھا۔ بہر حال اس طرح بعض حضرات نے حروفِ مقطعات میں سے بعض حروف کی مناسبت متعلقہ سورتوں کے بعض مضامین سے ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے۔ (مثلاً بعض حضرات کے نزدیک طٰسٓ میں ''طورِ سینا'' کی طرف اشارہ ہے اور طٰسٓمّٓ میں ''طورِ سینا اور موسٰیؑ'' کی طرف۔)

سورۃ القصص میں حضرت موسٰی علیہ السلام کی زندگی کے ابتدائی دور کے حالات و واقعات ملتے ہیں۔ آپؑ کے حالات قرآن حکیم میں بہت تفصیل اور بہت تکرار سے بیان ہوئے ہیں۔ ان حالات و واقعات کی تقسیم سورتوں کے حوالے سے اس طرح نظر آتی ہے کہ آپؑ کی زندگی کے آخری دور کے حالات سورۃ البقرۃ اور سورۃ الاعراف میں بیان ہوئے ہیں۔ درمیانی دور کے واقعات سورۂ طٰہٰ (اس سورت کے آٹھ میں سے پانچ رکوع آپؑ کے حالات پر مشتمل ہیں)‘ سورۃ الشعراء اور سورۃ النمل میں ملتے ہیں‘ جبکہ بالکل ابتدائی دور کے حالات کی تفصیل زیر مطالعہ سورت یعنی سورۃ القصص میں آئی ہے۔ قرآن کے اب تک کے مطالعہ کے دوران ہم یہ واقعہ بار بار پڑھ چکے ہیں کہ حضرت موسٰی علیہ السلام جب مدین سے مصر واپس آ رہے تھے تو آپؑ کو راستے میں نبوت سے سرفراز فرمایا گیا‘ لیکن آپؑ مصر سے مدین کیسے پہنچے تھے؟ یہ تفصیل ہمیں اب اس سورت میں ملے گی۔

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

25 رجب تا یکم شعبان 1445ھ جلد 33
6 تا 12 فروری 2024ء شمارہ 06

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

5 فروری — یومِ کشمیر؟

ہم عجب قوم ہیں، اتنے عجیب کہ اب بھی 5 فروری کو یومِ کشمیر کے طور پر مناتے ہیں۔ ہم اُس دن چھٹی مناتے ہیں، سیر سپاٹے کرتے ہیں، ڈیجیٹل ٹی وی اور آن لائن ویب سائٹس بلکہ سمارٹ فون پر بھی ہندوستانی فلمیں دیکھ کر کشمیر کے حوالہ سے اپنا احتجاج رجسٹرڈ کراتے ہیں۔ مارکیٹیں بند ہوتی ہیں۔ بہرحال کاروبارِ زندگی بند ہونے سے مزدور پیٹ پوجا کرنے کی بجائے شدید سردی میں آگ سینک کر گزارہ کرتا ہے۔

سنی سنائی بات ہے کہ ایک انگریز وزیراعظم نے بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں یہ تحقیق کروائی کہ جرمنی کی معیشت برطانوی معیشت سے قدرے بہتر نسبت سے کیوں ترقی کر رہی ہے۔ حاصل تحقیق یہ تھا کہ جرمن قوم قبل از دوپہر چائے کا وقفہ نہیں کرتے۔ ہم پھر عجیب قوم ہیں کہ اسی یورپ کے کہنے پر ''وقفہ بہت ضروری ہے'' کے شدت سے قائل ہو چکے ہیں۔ سچ پوچھئے تو ہمارے پاس اب وقفوں کے سوا بچا ہی کیا ہے۔ کشمیر کے معاملے میں وقفہ ہو تو لچک آ جاتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ کشمیر کے معاملے میں دشمن انگریز اور متعصب ہندو نے جو کچھ کیا سو کیا، اپنوں نے بھی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ کانگریس کی مخالفت کے باوجود ہم نے انگریز سے یہ طے کروایا کہ ریاستوں کی قسمت کا فیصلہ اُن کے عوام نہیں بلکہ والیانِ ریاست کریں گے۔ صرف اِس لیے کہ ہماری نگاہیں حیدر آباد دکن کی ریاست کی دولت پر تھیں، جہاں کا والی مسلمان تھا اور اس کے خزانے میں بہت دولت تھی۔ سوال یہ ہے کہ اگر حیدر آباد کا والی پاکستان کے حق میں فیصلہ کرتا ہے تو کشمیر کے راجہ کو بھارت کے ساتھ الحاق کرنے کا حق کیوں نہیں دیا جا سکتا؟ جب کہ الحاق کا طریقہ کار خود مسلم لیگ کے اصرار پر طے کیا گیا۔ اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم کشمیر کے مسئلہ پر بھارت کے موقف کو درست اور پاکستان کے موقف کو غلط سمجھتے ہیں، یہ ایک ناقابل بحث مسئلہ ہے۔ ہم صرف اپنی غلطیوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ یہی ہماری پہلی غلطی تھی جس سے کشمیر بھارت کی گود میں پکے ہوئے پھل کی طرح جا گرا۔ بعد میں ہم غلطیوں پر غلطیاں کرتے چلے گئے، حتیٰ کہ کشمیر کا مسئلہ ایک مذاق بن گیا۔ اب 5 فروری کو ہم دنیا والوں کو ہنساتے ہیں اور اتنا ہنساتے ہیں کہ خود ہمیں بھی روتے روتے ہنسی آ جاتی ہے۔

بھارت نے ایک عرصہ سے مقبوضہ کشمیر میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ فلسطین کے مسلمانوں پر 7 اکتوبر کے بعد جو بیت گئی ہے فلکِ پیر نے ایسی انسان دشمنی کا مظاہرہ کبھی نہ دیکھا ہو گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایشیا اور افریقہ میں مسلمانوں پر ہونے والے ظلم و ستم کی داستان اتنی طویل، اتنی خونچکاں اور اتنی لرزہ دینے والی ہے کہ اسے قرطاس پر منتقل کر دینا عملاً ممکن نہیں ہے۔ جھوٹے نگوں سے مرصع چمکتی دمکتی آنکھوں کو خیرہ کرتی مغربی تہذیب کس طرح مسلمانوں کے خون کے دریا بہا رہی ہے، لیکن اپنے دامن پر چھینٹ نہیں پڑنے دیتی۔ حیرت ہے یہ سب کچھ کر کے ان خونی درندوں کا معاشرہ پھر مہذب اور تہذیب یافتہ معاشرہ کہلاتا ہے۔ جس عیاری اور چالاکی کے ساتھ مسلمانوں کو تختۂ مشق بنایا جا رہا ہے، اور اُن پر ظلم کے پہاڑ

توڑے جا رہے ہیں اور پھر اس ظلم وتشدد اور ریاستی دہشت گردی کو جس طرح قانون کا لبادہ اوڑھا دیا جاتا ہے، غزہ میں مسلمانوں کی نسل کُشی کے ثبوتوں کو ناقابلِ تردید تسلیم کرنے کے باوجود عالمی عدالت (نا) انصاف اسرائیل کو جنگ بند کرنے کا پابند نہیں کرتی۔ اس کا جامع حکمت عملی سے اور اسلام کے بنیادی اصولوں کو مدنظر رکھ کر مقابلہ کرنا ہوگا۔ امریکہ اور اہل مغرب کا اوّلین ہتھیار میڈیا کے ذریعہ جھوٹا پروپیگنڈا کر کے دنیا کو مس گائیڈ کرنا ہے۔ پھر سائنس اور ٹیکنالوجی میں اپنی برتری سے اعدائے اسلام عالم اسلام پر جنگ اس طرح مسلط کرتے ہیں کہ قصوروار بھی مسلمان ہی دکھائی دیتے ہیں۔ عالم اسلام کا المیہ یہ ہے کہ مسلمان حکمران اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے اُن کی ڈکٹیشن کو قبول کر کے اُن کے مفادات کو آگے بڑھاتے ہیں۔ میڈیا کے ذریعے ایسی فضا قائم کر دی گئی ہے کہ مغرب مسلمانوں کو مار رہا ہے اور پھر بھی مظلوم ہے اور مسلمان مار کھا رہے ہیں اور خون میں نہا رہے ہیں، پھر بھی ظالم اور دہشت گرد ہیں۔ یہ دشمنوں کی حکمت عملی کا کمال ہے اور میڈیا کی جادوگری ہے کہ وہ سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ ثابت کر رہا ہے۔

سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ اس ظالم کا ہاتھ کیسے توڑا جائے؟ جہاں تک میڈیا کا تعلق ہے ہمیں جوابی طور پر کسی جادوگری کا مظاہرہ نہیں کرنا، البتہ یہ امر لازم ہے کہ جھوٹ کی برملا تردید کی جائے، حق کی صدا بلند کی جائے اور کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ قوت کا جواب قوت سے دیا جائے۔ اُس کی اس برتری کو چیلنج کیا جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں مسلمان جس قدر پیچھے رہ گیا ہے یہ فاصلہ ختم کرنا بلکہ کم کرنا بھی انتہائی مشکل ہے۔ لیکن ایک تو یہ کہ ہمیں جدوجہد کرنا چاہیے اور ہمت نہیں ہارنا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ غور کریں ہمیں کس چیز نے کمزور کیا ہے۔ ہم جو انسانی تاریخ میں طویل ترین عرصہ تک اس دنیا میں سپریم پاور کی حیثیت رکھتے تھے، کیوں ناتواں ہوئے؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ، رسول اللہ ﷺ اور کتاب الٰہی سے دور ہو کر ہم دنیا بھر میں خوار ہوئے اور ذلت ورسوائی ہمارا مقدر بن گئی۔ امتِ مسلمہ کو ایک بار پھر سپریم پاور آن دی ارتھ بننے کے لئے اللہ اور رسول ﷺ سے اپنے تعلق کو دوبارہ استوار کرنا ہوگا۔ ذرا سوچئے، نبی اکرم ﷺ تو اللہ کے نبی اور رسول تھے، اگرچہ آپ ﷺ نے دین متین کو نافذ اور غالب کرنے کے لیے تمام تر جدوجہد انسانی سطح پر کی لیکن کوئی کہہ سکتا ہے کہ آپ ﷺ کو استثنا حاصل تھا۔ آپ کی حیثیت خصوصی تھی۔ ابوبکر صدیق ؓ نے جس طرح حالات کا مقابلہ کیا اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی دین پر آنچ نہ آنے دی۔ دورِ فاروقی ؓ میں اُس وقت کی دو سپر قوتوں کو جس طرح تہس نہس کیا گیا۔ دورِ عثمانی ؓ میں بھی یہ سلسلہ دس سال تک جاری رہا۔ آج حالات اُس سے زیادہ مشکل نہیں۔ ستاون مسلمان ممالک دنیا میں ہیں۔ ان کو قدرت نے بے شمار وسائل دے رکھے ہیں۔ دنیا بھر میں پونے دو ارب کے لگ بھگ مسلمان موجود ہیں۔ تو کیا آج ہم پانسہ نہیں پلٹ سکتے۔ یقیناً ایسا ممکن ہے۔ لیکن اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں، کسی طرح ممکن نہیں۔ اور اللہ کی سنت یہ ہے کہ وہ مدد کرتا ہے بشرطیکہ مسلمان اپنے تئیں جدوجہد کا حق ادا کر دیں تب اُس کی مدد آتی ہے۔ یعنی اللہ کا دین نافذ کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں۔ فرشتے میدان بدر میں مدد کو اترے تھے، آج بھی قطار اندر قطار اتریں گے۔ شرط یہ ہے کہ ہم مسلمان فضائے بدر پیدا کریں۔ گویا بال ہمارے کورٹ میں ہے۔ دل یا شکم کا فیصلہ ہم کو کرنا ہے۔ ہمیں اس بات پر لازماً غور کرنا ہوگا کہ آخر ''پاکستان سے رشتہ کیا: لا الٰہ الا اللہ'' کا نعرہ اس وقت مقبوضہ کشمیر کا مقبول ترین نعرہ کیوں بن گیا ہے اور اس حوالے سے اہل پاکستان کی ذمہ داری کیا ہے۔ اس لیے کہ یہ نعرہ اُس وقت تک نہ کوئی معنی رکھتا ہے اور نہ ہی مؤثر ہوگا جب تک پاکستان میں اسلامی نظام قائم نہیں ہوتا اور پاکستان عملی طور پر ایک اسلامی فلاحی ریاست نہیں بن جاتا۔ جب پاکستان کے اسلامی فلاحی ریاست بننے کے ثمرات دنیا کے سامنے آئیں گے تو مقبوضہ کشمیر میں اس حوالے سے ایسا اضطراب پیدا ہوگا اور کشمیریوں کی آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد میں اتنی شدت آئے گی کہ بھارت کی ساری فوج بھی اُنھیں کنٹرول نہیں کر سکے گی آج تو کشمیریوں کو یہ بھی مسئلہ ہے کہ ہم جانوں کا نذرانہ دے کر اگر بھارت سے آزادی حاصل کر لیتے ہیں تو جس ملک سے ہم جڑنے کے خواہش مند ہیں وہاں کے حالات کیسے ہیں، وہاں کا نظام کیسا ہے، ایسا نہ ہو کہ آسمان سے گرا کھجور میں اٹک جائے۔ آخری اور حتمی بات یہ کہ اس خطے بلکہ پوری دنیا کی بدلتی ہوئے صورتِ حال کا تقاضا ہے کہ کشمیر بھارت سے آزاد ہو کر پاکستان کا حصہ بنے وگرنہ پاکستان کی سلامتی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔ لہٰذا مقبوضہ کشمیر کی آزادی اگر اس لیے ضروری ہے کہ ہمارے کشمیری بہن بھائی بھارت کے ظلم وستم سے نجات حاصل کریں تو اس لیے بھی ضروری ہے کہ پاکستان کی سلامتی اور تحفظ کو یقینی بنایا جا سکے۔ ہمیں اپنے گھوڑے تیار رکھنے کی ضرورت ہے، تاکہ ظالم جان لے کہ اُسے منہ توڑ جواب ملے گا۔ آخر میں ہم اس بات کا اعادہ کرنا لازمی سمجھتے ہیں کہ بیرونی دشمن کو اُس وقت تک دندان شکن جواب نہیں دیا جا سکتا جب تک پاکستان سیاسی، معاشی اور عسکری لحاظ سے مستحکم نہ ہو جائے اور یہ استحکام نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر کے بغیر حاصل کرنا ممکن نہیں۔

❁❁❁

امانت اور عدل، ووٹ اور حکمرانی

جامع مسجد قرآن اکیڈمی، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 26 جنوری 2024ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

آج ہم ان شاء اللہ سورۃ النساء کی آیت 58 کی روشنی میں امانت کی پاسداری اور عدل کے قیام کے متعلق احکامِ الٰہی کا مطالعہ کریں گے۔ فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝۵۸﴾ (النساء)

یہاں پہلی ہدایت یہ ہے کہ امانتیں اہل لوگوں کے سپرد کرو، دوسری ہدایت یہ ہے کہ جب فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عمدہ وصیت اور نصیحت فرما رہا ہے۔ البتہ اللہ خوب سننے والا ہے کہ تم اللہ کے احکام کے متعلق کیا فیصلہ کرتے ہو۔ یہ بات محض انفارمیشن کے لیے اللہ تعالیٰ نہیں بتا رہا بلکہ واضح اعلان ہے کہ کل اللہ تعالیٰ اس بارے میں تم سے پوچھے گا بھی۔ اس وقت پاکستان میں عام انتخابات کی گہما گہمی ہے۔ آئندہ خطبہ جب لاہور میں ہوگا تو اس وقت تک الیکشن ہو چکے ہوں گے۔ تب اس حوالے سے کچھ باتیں وہاں بھی عرض کی جائیں گی۔ ان شاء اللہ۔ الیکشن سے پہلے کچھ باتیں ہم یاددہانی کے طور پر بیان کرنا چاہیں گے۔

ووٹ ایک مقدس امانت ہے: یہ ایک معروف جملہ ہے، اس پر فتاویٰ بھی موجود ہیں اور اس کے برعکس بھی کچھ آراء بیان کی جاتی ہیں تو درمیان کی شکل کیا ہے، وہ ہم آپ کے سامنے رکھ دیں گے لیکن بہرحال وہ ایک امانت اگر ہے تو پھر امانت کا دین نے حکم دیا ہے کہ اس کو اہل لوگوں کے حوالے کرو۔ امانت کا تصور ایک وسیع تصور ہے۔ ہر پیغمبر نے اپنے تعارف کے ذیل میں فرمایا:

﴿اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝۱۰۷﴾ (الشعراء)

’’یقیناً میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں۔‘‘

یہ رسولوں کا بنیادی وصف ہے۔ رسالت مآب ﷺ کے بارے میں ہم سب واقف ہیں کہ مشرکین بھی آپ ﷺ کو صادق اور آمین کہتے تھے۔ بدقسمتی سے آج ہم نے اس پیغمبرانہ وصف کا بھی مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ ہمارے آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 پر کلام کرتے ہوئے بعض سیاستدان، ججز، وکلاء، اینکرز اور وی لاگرز جو منہ میں آتا ہے بولتے چلے جاتے ہیں۔ خیال کرنا چاہیے کن صفات پر کلام ہو رہا ہے اور ان صفات کی نسبت کائنات کی کن عظیم ہستیوں کے ساتھ ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے اس وصف کو ایمان کے ساتھ جوڑا ہے۔ فرمایا:

((لا ایمان لمن لا امانۃ لہ)) ’’جس میں امانت کی پاسداری نہیں اس کا ایمان نہیں۔‘‘

یہ کوئی دین سے باہر کی شے نہیں ہے۔ اگر ایمان واقعتاً ہوگا تو بندہ دیانت دار ہوگا، امانت کی پاسداری کرے گا۔

مرتب: ابوابراهیم

اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس پانے والوں کی صفات قرآن میں بیان فرمائی ہیں: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۸﴾ (المومنون) ’’اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں۔‘‘

اللہ کے رسول مکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ منافق کی چار نشانیاں ہیں: جب بات کرے گا جھوٹ بولے گا؟ جب وعدہ کرے گا خلاف ورزی کرے گا، جب امانت رکھوائی جائے گی خیانت کرے گا اور جب جھگڑا ہوگا تو گالیوں پر اتر آئے گا۔ بقول ڈاکٹر اسرار احمد عموم کے اعتبار سے آج ہمارا یہ قومی مزاج بن چکا ہے۔ وہ تو اپنے دور میں کہہ رہے تھے۔ آج تو 136 سے زائد سیٹلائٹ چینلز ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں یوٹیوبرز ہیں۔ ذرا دیکھیے آج ہمارا قومی مزاج کیا ہے۔ جھوٹ، وعدہ خلافی خیانت اور گالیاں! اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے، یہ منافقین کا طرزِ عمل ہے۔

امانت صرف وہ نہیں جو کسی کے پاس بطور امانت رکھوا دی جائے بلکہ امانت کا تصور بڑا وسیع ہے۔ اللہ نے مجھے اور آپ کو جسم دیا تو یہ بھی امانت ہے اور اس کے بھی ہر عضو کے بارے میں کل پوچھا جائے گا۔ فرمایا:

﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝۳۶﴾ (بنی اسرائیل)

’’یقیناً سماعت، بصارت اور عقل سبھی کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔‘‘

اسی طرح انسان کو دنیا میں جو بھی نعمتیں میسر ہیں ان سب کے بارے میں کل پوچھا جائے گا: ﴿ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝۸﴾ (التکاثر) ’’پھر اُس دن تم سے ضرور پوچھا جائے گا نعمتوں کے بارے میں۔‘‘

آنکھ کہاں استعمال ہو رہی ہے، کان کہاں استعمال ہو رہے ہیں، زبان کہاں استعمال ہو رہی ہے، یہ ہاتھ، پیر، صلاحیتیں، ذہن، طاقت، اختیار، عہدہ کہاں کہاں استعمال ہو رہے ہیں، ہر چیز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ﴾ (البقرۃ: 284) ’’اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اسے ظاہر کرو خواہ چھپاؤ اللہ تم سے اس کا محاسبہ کر لے گا۔‘‘

اس وجود میں اللہ نے روح پھونکی ہے اور اس روح کی آبیاری کرنا، اس روح کے تقاضوں کو پورا کرنا بھی امانت کی پاسداری کا تقاضا ہے۔ فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰﴾ (الشمس) ’’یقیناً کامیاب ہو گیا جس نے

اس (نفس) کو پاک کر لیا۔ اور نا کام ہو گیا جس نے اسے مٹی میں دفن کر دیا۔''

کامیاب وہی ہوگا جو اس امانت کی پاسداری کرے گا۔ اسی طرح یہ اللہ کا کلام بھی اللہ کی امانت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ پورا دین دے کر گئے، یہ بھی امانت ہے۔ ان کے بارے میں کل جواب دینا ہے۔ یہاں تک کہ جو مال و اسباب ہم دنیا میں استعمال کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: روزِ محشر بندے کے قدم اُٹھنے نہ پائیں گے جب تک کہ وہ پانچ سوالوں کا جواب نہ دے لے۔ زندگی کہاں لگائی، جوانی کہاں کھپا دی، مال کہاں سے کمایا، کہاں خرچ کیا، علم جو حاصل کیا، اس پر کتنا عمل کیا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ علماء کے پاس دین کا علم امانت ہے، اگر صحیح طور پر نہیں پہنچا رہے تو یہ بھی امانت میں خیانت ہے۔ کسی کے پاس حکومتی عہدہ ہے، اگر اس کا صحیح استعمال نہیں کر رہا تو یہ بھی امانت میں خیانت ہے۔ بازار میں ایک ریڑھی والا اگر تول میں ڈنڈی مارتا ہے تو کتنوں کا نقصان ہوتا ہے۔ ذرا سوچئے! یہ جو لوگ حکومتی عہدوں پر بیٹھے ہوئے ہیں مختلف محکموں میں، اداروں، بیوروکریسی میں بڑے عہدوں پر ہیں، یہ اگر اپنے اختیارات اور عہدے کا غلط استعمال کریں گے تو پوری قوم کا کتنا نقصان ہوگا۔ یہ تو پوری قوم کے مجرم ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص آپ ﷺ کے ساتھ مل کر کفار کے خلاف جہاد کرتا رہا۔ ایک جنگ میں مارا گیا تو صحابہؓ نے کہا یہ شہید ہو گیا لیکن حضور ﷺ نے فرمایا: شہید نہیں بلکہ یہ تو سیدھا جہنم میں گیا۔ فرمایا: جب مال غنیمت تقسیم ہو رہا تھا تو اس نے ایک چادر چرالی تھی۔ آج دیکھئے! ہمارے قومی اداروں میں بیٹھے ہوئے لوگ کتنی بڑی بڑی کرپشن کر رہے ہیں۔ FBR کا چیئرمین سینٹ میں کھڑے ہو کر گواہی دے رہا ہے کہ صرف FBR میں 600 ارب روپے کی کرپشن ہوئی ہے۔ یہ وہ ادارہ ہے جس نے قوم سے ٹیکس وصول کرنا ہوتا ہے، ٹیکس بھی قوم کی امانت ہے۔ جب اس ادارے کا یہ حال ہے تو باقی قوم کا کیا حال ہوگا۔ ایک رسی اضافی لینے پر اللہ کے رسول ﷺ نے جہنمی قرار دیا اس شخص کو جو اللہ کے دین کے لیے لڑ رہا تھا، اس نے کوئی اربوں روپے کے جزیرے نہیں بنائے تھے، کھربوں روپے کی جائیدادیں نہیں بنائی تھیں۔ آج ہم اس کے باوجود خود کو جنت کا مستحق سمجھتے ہیں۔ کیا اللہ کی جنت اتنی سستی ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))

(متفق علیہ)

''تم میں سے ہر آدمی نگہبان ہے اور ہر آدمی اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔''

باپ ہے تو اولاد کے بارے میں سوال ہوگا، آج ہمیں خیال ہے کہ ان کے لیے گاڑی ہو، اے سی ہو، مہنگے سکولوں میں تعلیم ہو، باہر کے ویزے ہوں لیکن کیا ہمیں یہ بھی احساس ہے کہ روزِ محشر کیا پوچھا جائے گا؟ انہیں حلال کھلایا یا حرام؟ ان کو کونسی تعلیم دلوائی، دین کا شعور سکھایا؟ انہیں اچھا مسلمان بنایا؟ اسی طرح حقوق العباد اور حقوق اللہ بھی امانت ہیں۔ ماں باپ سے اولاد کے حقوق کے بارے میں، اولاد سے ماں باپ، رشتہ داروں کے حقوق کے بارے میں شوہر سے بیوی کے حقوق کے بارے میں اور بیوی سے شوہر کے حقوق کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ بندے سے اللہ کے حقوق کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ عبادات و فرائض کو پورا کیا، بندگی کے تقاضے پورے کیے؟ الغرض مفسرین نے لکھا یہ آیت اتنی جامع آیت ہے کہ پورا دین اس میں سما جاتا ہے۔ فرمایا:

پریس ریلیز 2 فروری 2024ء

اسرائیل کے خلاف جنوبی افریقہ کی طرف سے دائر نسل کُشی کے مقدمے میں عالمی عدالت انصاف کا فیصلہ انتہائی مایوس کن ہے

شجاع الدین شیخ

اسرائیل کے خلاف جنوبی افریقہ کی طرف سے دائر نسل کُشی کے مقدمے میں عالمی عدالت انصاف کا فیصلہ انتہائی مایوس کن ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ غزہ میں فلسطینیوں کی نسل کُشی کے بعض ناقابلِ تردید شواہد تسلیم کرنے کے باوجود اسرائیل کو جنگ بند کرنے کا پابند نہیں کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا بھر کا پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا فلسطینی مسلمانوں کے مسلسل قتل عام پر گواہ ہے۔ صہیونی فوج گزشتہ ساڑھے تین ماہ سے غزہ میں قیامت ڈھا رہی ہے۔ میڈیا میں بتائے جانے والے اعداد و شمار کے مطابق غزہ میں صہیونی بمباری سے 27000 سے زائد شہادتیں ہو چکی ہیں، جن میں اکثریت بچوں، عورتوں اور بوڑھوں پر مشتمل ہے۔ 60000 سے زائد افراد ملبے تلے دبے ہوئے ہیں اور تقریباً اتنے ہی شدید زخمی ہیں۔ غزہ کے سکولوں، ہسپتالوں اور پناہ گزین کیمپوں پر بمباری جاری ہے۔ 80 فیصد گھر تباہ کر دیے گئے ہیں اور غزہ کی آبادی کا ایک بڑا حصہ شدید سردی کے موسم میں کھلے آسمان تلے موت کا انتظار کر رہا ہے۔ فیصلہ میں یہ تو لکھا گیا ہے کہ عالمی عدالت انصاف مقدمہ سننے کا مجاز فورم ہے اور ججوں کی اکثریت جنوبی افریقہ کی جانب سے پیش کیے گئے دلائل سے متفق ہے۔ پھر یہ کہ جنوبی افریقہ کی جانب سے اسرائیل کے خلاف پیش کیے گئے شواہد کے حوالے سے بھی کہا گیا ہے کہ ان میں سے بعض شواہد بین الاقوامی قانون میں درج کی گئی نسل کُشی کی تعریف پر پورا اترتے ہیں۔ لیکن اس سب کے باوجود فیصلہ میں اسرائیل کی درندگی کو روکنے کے لیے کوئی عملی اقدامات تجویز نہیں کیے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس فیصلے نے انتہائی بے دردی سے عالمی سطح پر انصاف کا خون کر دیا ہے۔ بہرحال جنوبی افریقہ نے تو اپنے حصے کا کام کر دیا ہے اور اسرائیل عالمی سطح پر کم از کم عوامی حلقوں میں ایک دہشت گرد ملک کے طور پر بے نقاب ہو چکا ہے۔ اب یہ مسلمان ممالک کے حکمرانوں اور مقتدر طبقات کی دینی غیرت اور حمیت کا تقاضا ہے کہ اسرائیل کے خلاف عملی اقدامات کریں اور یہ نہ بھولیں کہ اگر خدانخواستہ سقوطِ غزہ کا سانحہ رونما ہو گیا تو اسرائیل کا اگلا نشانہ مسلمان ممالک ہی ہوں گے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ وہ روزِ قیامت اللہ کے ہاں جواب دہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ مظلوم فلسطینی مسلمانوں کی حفاظت فرمائے اور مسلمان ممالک کے سربراہان کو صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا﴾ ''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو۔''

یہ عہدے ، یہ مناصب ، اختیار ، کرسی ، حکومت سب امانت ہیں۔اس امانت کی پاسداری کا تقاضا ہے کہ سرکاری عہدوں اور حکومتی ایوانوں میں بیٹھے ہوئے لوگ کسی کی appointment کرتے ہیں تو اہل لوگوں کی کریں۔اسی طرح ووٹ بھی امانت ہے اور اس امانت کی پاسداری کا تقاضا ہے کہ عوام بھی اہل لوگوں کو ووٹ دیں۔

تنظیم اسلامی کا اصولی مؤقف یہ ہے کہ انتخابات سے نظام تبدیل نہیں ہوسکتا۔ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے ۔ یہاں اسلام انتخابات کے ذریعے نہیں آ سکتا ۔ پاکستان کی 76 سالہ تاریخ بھی اس کی گواہ ہے ۔ اسلام صرف ایک انقلابی تحریک کے ذریعے آئے گا اور تنظیم اسلامی کی اصل جدوجہد اسی مقصد کے لیے ہے۔لیکن ہمارا یہ بھی مؤقف ہے کہ جب تک اسلامی انقلاب نہیں آ جاتا تب تک اس ملک کا نظام چلانے کے لیے جمہوریت سے بہتر راستہ کوئی اور نہیں ہے اور جمہوریت کے لیے انتخابات کا ہونا ضروری ہے ۔ اس ضمن میں عوام کے لیے ضروری ہے کہ وہ ووٹ اہل لوگوں کو دیں ۔ تنظیم اسلامی اپنے رفقاء کو ووٹ دینے سے نہیں روکتی البتہ اس کے لیے دو بنیادی شرائط طے کردی ہیں:

1۔ اس امیدوار کو ووٹ دیں جو بظاہر فسق و فجور میں مبتلا نہ ہو۔

2۔آپ جس امیدوار کو ووٹ دے رہے ہیں اس کا تعلق کسی ایسی جماعت سے نہ ہو جس کے منشور میں کوئی خلاف اسلام بات شامل ہو۔ یہ بھی دیکھیں کہ اس جماعت کی قیادت کے بیانات میں کوئی خلاف اسلام بات شامل تو نہیں ہے۔ اگر ان دو شرائط کو آپ مدنظر نہیں رکھتے تو گویا آپ بھی امانت میں خیانت کر رہے ہیں اور اسلام کے خلاف ووٹ دے رہے ہیں۔ یہ ہماری تنظیم اسلامی کی سوچی سمجھی رائے ہے۔

یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ آج دینی سیاسی جماعتیں بھی ایک دوسرے کے خلاف کھڑی ہوئی ہیں اور کہیں یہ سیکولر سیاسی جماعتوں کے ساتھ بھی کھڑی ہیں ۔ حالانکہ ان دینی سیاسی جماعتوں کا نعرہ اسلام تھا لیکن آج مفادات کی خاطر سیکولر جماعتوں کے ساتھ کھڑی ہوگئی ہیں۔ ہماری یہ بھی رائے ہے کہ انتخابات صاف وشفاف ہونے چاہئیں ۔ امانت میں خیانت نہیں ہونی چاہیے ۔ خاص طور پر اسٹیبلشمنٹ کو سیاست سے بالکل دور رہنا چاہیے اور عوام کو حق دینا چاہیے کہ وہ کس کو منتخب کرتے ہیں۔ لیکن قصور سیاستدانوں کا بھی ہے کہ وہ دوڑ دوڑ کر اسٹیبلشمنٹ کے پاس جاتے ہیں ،کبھی کوئی اس کا لاڈلا ہوتا ہے ،کبھی کوئی لاڈلا ہو جاتا ہے ۔ عجیب مفاد پرستی کا دور دورہ ہے۔ حالانکہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا اور اس سے ہمیں محبت اسلام کی وجہ سے ہے۔ محض زمین کا ٹکڑا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ہمارا دین وطن پرستی نہیں سکھاتا۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا وہ مذہب کا کفن ہے

ہاں اس مملکت سے محبت اس لیے ہے کہ اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے اور اسلامی ملک یہ تب بنے گا جب یہاں اللہ کا دین نافذ ہوگا ۔ مگر ہماری سول حکومتیں ہوں ، فوجی حکومتیں ہوں یا سیاسی جماعتیں ہوں ان کی ترجیحات میں اسلام شامل ہی نہیں ہے ۔ ان میں سے کوئی بھی سود کے خاتمے کے لیے سنجیدہ نہیں ہے۔ ان کی ساری جدوجہد کرسی ، اقتدار ، چند دنیوی مفادات کے لیے ہے۔ آخرت میں کیا جواب دیں گے کہ یہ ساری جدوجہد ، اکھاڑ پچھاڑ ، پکڑ دھکڑ کس لیے کی گئی ؟ کیا اللہ کے دین کے لیے بھی تم نے کبھی کوئی قدم اُٹھایا؟ یہ آج الیکشن لڑنے والوں کو بھی سوچنا چاہیے کہ ان کی ترجیحات کیا ہونی چاہئیں ۔کل اللہ کو کیا جواب دیں گے کہ اقتدار میں ہم کس نیت سے آئے اور اسلام کے لیے کیا کیا؟ آگے فرمایا:

﴿وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ﴾ (النساء:58)

''اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔ یقیناً یہ بہت ہی اچھی نصیحتیں ہیں جو اللہ تمہیں کر رہا ہے۔''

ہمارے استاد ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بھی اس بات کو واضح کیا کہ ہمارے ہاں دین کا بس ایک ہی ورژن پیش کیا جاتا ہے جس میں چند عبادات ہیں ، کچھ رسومات ہیں اور حلال اور حرام کے کچھ مسائل ہیں بس ۔ حالانکہ اللہ کا دین ان تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ سیاسی ، معاشی اور معاشرتی سطح کے احکامات بھی دیتا ہے ۔ ان تمام سطحوں پر بھی عدل ہونا چاہیے ۔ عدل ایک جامع لفظ ہے ۔ اپنی ذات میں عدل ، اپنے گھر میں عدل ، اپنے معاشرے میں عدل ، عدالت میں عدل ، ملک میں اور ریاست میں عدل ، یہ سب عدل کے تقاضے ہیں ۔ عدل اسلام کا کیچ ورڈ ہے ۔ آج ہماری عدالتوں کے باہر ترازو تو لگا ہوتا ہے لیکن اندر کیا ہوتا ہے ہم سب جانتے ہیں ۔ یہ عدل کی کرسی اور عہدہ بھی امانت ہے، اگر آپ اس کی پاسداری نہیں کر سکتے تو استعفیٰ دے کر گھر چلے جائیں لیکن اگر اس کا غلط استعمال کرو گے تو کل اللہ کو جواب بھی دینا پڑے گا۔ آگے اللہ فرما رہا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا ۢ بَصِيْرًا ﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔''

اللہ خوب سنتا ہے تم کیا باتیں کر رہے ہو۔ تم کیا کمنٹس پاس کر رہے ہو۔ آج تو عوام بھی جانتے ہیں ، سارا سوشل میڈیا بھرا ہوا ہے ۔ لوگ خدا کی ذات سے انکار پر اتر آئے معاذ اللہ ، دین کا مذاق اڑاتے ہیں ، دین والوں کا مذاق اڑاتے ہیں ۔ اللہ یہ سب کچھ سن بھی رہا ہے اور دیکھ بھی رہا ہے اور یہ محض قرآن خبر نہیں دے رہا ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ کل اللہ کے سامنے پیش بھی ہونا ہے ۔ یہ بات جب مدنظر ہو تو سات پردوں میں بھی انسان امانت کی پاسداری کرتا ہے ۔ حضرت عمرؓ کے دور میں ایک ماں دودھ میں پانی ملا رہی تھی ، بیٹی نے اعتراض کیا تو ماں نے کہا کونسا عمرؓ دیکھ رہا ہے ۔ بیٹی نے کہا: ماں! عمرؓ تو نہیں دیکھ رہا مگر اللہ تو دیکھ رہا ہے ۔ آج ملک اور ریاست کے بڑے بڑے عہدوں پر بیٹھے ہوئے پڑھے لکھے ، ڈگری ہولڈر اور پی ایچ ڈی کیے ہوئے کیا کیا گل کھلا رہے ہیں ، سب واقف ہیں ۔ ان پڑھے لکھے لوگوں کو نہیں معلوم کہ کل رب کو جواب دینا ہے؟ وجہ صرف یہ ہے کہ دنیا پرستی نے ہم لوگوں کو اندھا کر دیا ہے۔

کچھ عرصہ قبل تنظیم اسلامی نے عدل کے حوالے سے ایک مہم بھی چلائی تھی جس کا مقصد یہی تھا کہ عوام الناس کے اندر اس بات کا شعور پیدا ہو ۔ ہر بندہ اگر خود اپنی اصلاح کرلے گا تو معاشرہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا ۔ ہماری دینی جماعتوں سے اس حوالے سے کوتاہی ہوئی ہے کہ دین کے اس اہم تقاضے کے حوالے سے عوام الناس کی تعلیم وتربیت کا وہ اہتمام نہیں کیا جو کرنا چاہیے تھا ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو امانت کی پاسداری اور عدل کو قائم کرنے والا بنائے اور دین کے جملہ تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے ۔ آمین یارب العالمین!

❁❁❁

انتخابی مہم اور عمومی منکرات

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی

نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق ''اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور قرآن حکیم کی وفاداری کے ساتھ عام مسلمانوں اور ان کے حکمرانوں کی خیرخواہی بھی دین میں مطلوب ہے۔'' (صحیح مسلم)

خیرخواہی کے اسی جذبے کے تحت ہم اپنے ہم وطنوں کو ان منکرات سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں جن کا ارتکاب دانستہ یا نادانستہ طور پر کثرت کے ساتھ انتخابی مہم وسیاست میں ہوتا ہے۔

انتخابی مہم کے دوران ہونے والے عمومی منکرات

بہتان والزام تراشی:

ہماری سیاست میں مخالف سیاستدانوں کی مقبولیت کم اور عوام کو ان کی طرف سے متنفر کرنے کے لیے بہتان اور الزام تراشی عام ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی مسلمان کی طرف ایسی بات منسوب کرے جو اُس میں نہیں ہے تو اللہ اُس وقت تک اُسے دوزخ میں جہنمیوں کے پیپ وخون اور میل کچیل میں کھڑا رکھے گا جب تک وہ اپنے جرم کی سزا بھگت نہ لے۔'' (سنن ابی داؤد)

چغل خوری:

ہمارے ہاں مخالف پارٹی میں پھوٹ ڈالنے کے لیے چغل خوری کا استعمال عام ہے اور اس کے ماہر کو بہترین سیاستدان سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے (پیدا کردہ) بندوں میں سب سے برے لوگ وہ ہیں جو چغلیاں لگاتے پھرتے ہیں اور اس طرح وہ باہم دوستی رکھنے والوں کے درمیان دوری پیدا کرتے ہیں۔'' (مسند احمد)

نیز فرمایا کہ ''چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (صحیح مسلم)

نبی اکرم ﷺ قبرستان سے گزرے تو ایک قبر والے کے بارے میں فرمایا: ''اُسے چغل خوری کی پاداش میں عذاب دیا جارہا ہے۔'' (صحیح بخاری)

طعنہ زنی:

ایک دوسرے پر طعنہ زنی، تحقیر واستہزا اور برا بھلا کہنا بھی ہماری سیاست کا معمول بن چکا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مومن طعنے دینے والا، لعنت کرنے والا، برا بھلا کہنے والا اور بے ہودہ گوئی کرنے والا نہیں ہوتا۔'' (سنن ترمذی)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ دوسروں کی تحقیر کرے۔'' (صحیح مسلم)

جھوٹ بولنا:

کاغذات کی جانچ پڑتال اور دیگر مواقع پر جھوٹ ہمارے ہاں عام ہے جب کہ قرآن مجید میں جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کی گئی ہے (آل عمران:61)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ سے بچو بے شک جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی دوزخ تک پہنچا دیتی ہے۔'' (صحیح مسلم)

نبی ﷺ کو ایک بار کچھ مبتلائے عذاب لوگ دکھائے گئے۔ اُن میں سے ایک آدمی کی باچھیں لوہے کے زنبور سے چیری جارہی تھیں۔ آپ ﷺ کے پوچھنے پر حضرت جبریلؑ اور حضرت میکائیلؑ نے بتایا یہ ایک جھوٹا شخص ہے جو ایسے (بڑے بڑے) جھوٹ بولا کرتا تھا جو لوگوں کے ذریعے پوری دنیا میں پھیل جایا کرتے تھے۔ پس قیامت کے دن تک اُسے یہی عذاب ہوتا رہے گا۔'' (صحیح بخاری)

جھوٹے دعوے کرنا:

انتخابی مہمات میں ملک وقوم کی خدمت کے عظیم دعوے کئے جاتے ہیں۔ ہماری سیاست کی تاریخ اور سیاستدانوں کا کردار ان کے جھوٹا ہونے پر شاہد ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ''اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، اللہ کے غضب کو بہت بھڑکانے والی ہے یہ بات کہ تم وہ کہو جو کرتے نہیں۔'' (الصف)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد ایسے ناخلف حکمران آئیں گے جو ایسے دعوے کریں گے جن پر عمل نہ کریں گے۔'' (مسند احمد)

''قیامت کے دن اللہ جھوٹے حکمران کی طرف نہ تو کرم کی نظر کرے گا، نہ ہی اس سے بات کرے گا اور نہ ہی اس کے گناہ معاف کرے گا بلکہ اسے دردناک عذاب دے گا۔'' (مسلم)

بلند وبانگ دعوے کرنا:

لاف زنی اور بڑھکیں لگانا اسلام میں پسندیدہ نہیں ہے جب کہ ہماری سیاسی سرگرمیوں میں یہ وبا عام ہے۔ عام وعدوں، منصوبوں یا دعووں کے ساتھ ''ان شاء اللہ'' کا استعمال کم ہی دیکھنے میں آتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''کبھی مت کہو کہ میں کل یہ کام کروں گا مگر ساتھ ان شاء اللہ (یعنی اللہ نے چاہا تو) کہا کرو۔'' (الکہف 24،23)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کے کمالِ ایمان میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ہر بات (کام) میں ان شاء اللہ کہے۔'' (المعجم الاوسط)

عہد شکنی:

قرآن وحدیث میں وعدے کی بہت اہمیت بیان کی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: ''عہد کی پاسداری کرو، بے شک عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

(بنی اسرائیل:34)

وعدے کی پاسداری دین کا اتنا اہم اور ضروری حصہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص میں وعدے کی پاسداری نہیں اس کا کوئی دین ہے ہی نہیں۔'' (مسند احمد)

''منافقین کی ایک نشانی عہد شکنی بھی ہے۔'' (صحیح بخاری)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن ہر عہد شکنی کرنے والے کے لیے بطور نشانی ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا اور جو جتنا بڑا عہد شکن ہوگا اس کا جھنڈا بھی اتنا ہی بلند ہوگا اور کہا جائے گا یہ فلاں کی دھوکے بازی کا جھنڈا ہے۔'' (احمد)

مدح سرائی کی حوصلہ افزائی:

نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کردی تو آپ ﷺ نے کئی بار فرمایا: ''تم نے تو اپنے ساتھی کی گردن اڑادی۔'' (مسلم)

اسلام میں یہ بھی پسند نہیں کیا گیا کہ انسان اپنی تعریف پسند کرے، خوشامد پرستوں کی حوصلہ افزائی کرے اور انہیں اپنی تشہیری مہم چلانے کی اجازت دے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تعریف کرنے والے تم سے ملیں تو اُن کے منہ میں خاک بھر دو۔'' (ابوداؤد)

شہرت پسندی وخودنمائی:

نیکی کی توفیق ملنے پر اپنی تعریف اور دنیاوی فائدے کے بجائے اللہ کا شکر اور آخرت میں بھرپور اجر کی دعا کرنی چاہیے۔ دنیاوی فائدے کے لیے اپنی نیکی یا خدمت خلق کی تشہیر سے اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو نیکی کے کسی کام پر اپنی ستائش وتعریف چاہے گا تو اس نے اپنے رب کا شکر ادا کرنے کا موقع گنوا دیا اور اس کا عمل بھی ضائع ہو گیا۔'' (الجامع الکبیر)۔ ایک حدیث کے مطابق ''شہرت پسندی انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔'' (الجامع الصغیر)

پھر انسان ناکردہ کاموں پر بھی شہرت حاصل کرنے سے باز نہیں رہتا۔ قرآن حکیم میں اس کی مذمت میں فرمایا گیا ''جو لوگ اپنے کیے ہوئے کاموں پر اتراتے ہیں اور ناکردہ کاموں پر بھی اپنی تعریف کروانا پسند کرتے ہیں، اُنہیں عذاب سے محفوظ نہ سمجھنا بلکہ اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' (آل عمران:188)

ریاکاری:

شہرت پسندی کی انتہا یہ ہے کہ انسان نیک کام دنیا میں نام ونمود کے لیے کرنے لگتا ہے۔ ''روزِ قیامت جب اللہ بندوں کو اُن کے اعمال کا بدلہ دے گا تو دکھاوا کرنے والوں سے کہے گا: ''جاؤ ان لوگوں کے پاس جا کر اجر مانگو جنہیں تم دنیا میں اپنے نیک کام دکھایا کرتے تھے۔'' (مسند احمد)

حدیث پاک کے مطابق شہرت پسند شہید، عالم اور سخی کو قیامت کے دن جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔'' (صحیح مسلم)

حکومت وعہدے کی حرص:

ہماری سیاست میں جھوٹ، وعدہ خلافی اور دیگر غیر اخلاقی اور خلاف شریعت امور اسی لالچ کا شاخسانہ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تم لوگ حکومت کی حرص کرنے لگو گے اور ایسی حکومت قیامت کے دن باعث ندامت ہوگی۔ پس دودھ پینا تو بہت عمدہ ہے لیکن دودھ کا چھڑانا بہت ہی برا ہوتا ہے۔'' (بخاری)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''مانگے بغیر حکومت مل جائے تو اس پر اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے لیکن مانگے کی حکومت پر اللہ کی مدد نہیں ملتی۔'' (مسلم)

آپ ﷺ نے فرمایا ''خدا کی قسم ہم یہ عہدہ نہ تو اس کو دیتے ہیں جو اس کی طلب کرے اور نہ ہی اسے دیں گے جو اس کا لالچ رکھتا ہو۔'' (مسلم)

حکمرانی طلب کرنا خود کو سخت خطرے اور آزمائش میں ڈالنا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم پر مشرق ومغرب کھول دیے جائیں گے البتہ تمہارے حکمران دوزخی ہوں گے۔ سوائے اس کے کہ جو اللہ کا تقویٰ اختیار کریں اور حکومت (کے جملہ فرائض کی) امانت ادا کریں۔'' (مسند احمد)

اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور قرآن کی وفاداری کا تقاضا ہے کہ:

انفرادی زندگی میں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے مطابق اللہ کی عبادت کی جائے۔ امیدواروں کو چاہیے کہ انتخابی مہم میں مذکورہ بالا منکرات سے قطعی اجتناب کریں اور حکومت ملنے کے بعد اللہ کے دین کو نافذ کریں۔ عوام اور سیاسی کارکن ان منکرات سے خود بھی بچیں اور دوسروں بالخصوص انتخابی امیدواروں اور سیاسی جماعتوں کو بھی ان سے بچنے کی ترغیب دیں اور ان سے بھرپور طور پر نفاذ اسلام کا مطالبہ کریں۔

فرمان الٰہی ہے:

''اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو خیر کی طرف بلائے اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں''۔ (آلِ عمران:104)

انتخابی مہم کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے پاک رکھیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو احکام الٰہی اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق دے۔ آمین یارب العالمین!

❁❁❁

ختم المرسلین، رحمۃ للعالمین، محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ پر

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

داعیٔ رجوع الی القرآن، بانیٔ تنظیم اسلامی کی جملہ کتب اب تین ضخیم جلدوں میں

سیرت النبی ﷺ سیریز

کے عنوان سے شائع ہو گئی ہیں!

سیرتُ النّبی ﷺ اور ہماری زندگی
(رسولِ اکرم ﷺ اور ہم)

سیرتُ النّبی ﷺ اور فلسفۂ انقلاب
(منہجِ انقلابِ نبوی ﷺ)

خطباتِ سیرت النّبی ﷺ
(سیرتِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام)

❁ صفحات: 1100 ❁ معیاری کاغذ ❁ عمدہ طباعت ❁ دیدہ زیب ٹائٹل ❁ مضبوط جلد

مکمل سیٹ عمدہ اور نفیس پیکنگ میں

~~2500~~ روپے کے بجائے صرف 1500 روپے

مکتبہ خُدّام القرآن

فری ہوم ڈیلیوری کے ساتھ

36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور: فون: 3-(042)35869501

maktaba@tanzeem.org وٹس ایپ نمبر: 0301-111-5348

رام مندر کا افتتاح کر کے مودی نے اپنے اور BJP کے عزائم کو واضح کر دیا ہے۔ جس طرح حماس اسرائیل کے خلاف مزاحمت کر رہی ہے اسی طرح بھارتی مسلمانوں کو بھی مودی کے خلاف ممکنہ حد تک کھڑا ہونا ہوگا: رضاء الحق

بھارت نے اینٹی اسلام اقدامات کر کے اپنے آپ کو ایک ہندو ریاست کے طور پر منوا لیا ہے۔ لہٰذا پاکستان کو بھی چاہیے کہ یہاں اسلام کو نافذ کر کے خود ایک اسلامی فلاحی ریاست کے طور پر منوائے: ڈاکٹر حسن صدیق

رام مندر کا افتتاح اور بھارت کی انتہا پسندی؟ کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: 22 جنوری 2024ء کو بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے ایودھیا کے مقام پر جہاں پہلے بابری مسجد ہوا کرتی تھی، رام مندر کا افتتاح کیا ہے۔ اس خاص موقع پر مودی نے یہ افتتاح کر کے دنیا کو کیا پیغام دیا؟

ڈاکٹر حسن صدیق: بی جے پی جب قائم ہوئی تھی تو اس وقت وہ آج کی نسبت دھیمے خیالات کی جماعت تھی۔ اُس وقت اس کے لیڈر واجپائی تھے۔ جب پہلی دفعہ بی جے پی نے انتخابات میں حصہ لیا تھا تو اس کو صرف دو سیٹیں ملی تھیں، لیکن جب انہوں نے اپنے منشور میں بابری مسجد کو شہید کر کے رام مندر بنانے کی شق شامل کی تو پھر ان کو تقریباً 90 سیٹیں ملیں۔ اس کے بعد ایل کے ایڈوانی بی جے پی کا سربراہ بن گیا جو اسلام اور مسلمانوں سے شدید نفرت کرتا تھا۔ 2019ء کے الیکشن میں بھی رام مندر کے ایجنڈے کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ جس دن یہ افتتاح کرنا تھا اس دن انڈیا کی سٹاک مارکیٹ بند ہوگئی۔ پوری دنیا میں تقریبات ہوئیں۔ گویا اب انہوں نے یہ اعلان دنیا بھر میں کر دیا ہے کہ ہم ایک ہندو ریاست ہیں۔ یعنی انہوں نے پہلے گاندھی کا قتل کیا اور اب اس کی فلاسفی کا بھی قتل کر دیا ہے۔ اس افتتاحی تقریب میں جن اپوزیشن پارٹیز نے شرکت نہیں کی وہ کوئی رام مندر کے خلاف نہیں ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اس ایشو کو مودی اپنے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ وہاں پر تقریباً سات ہزار سیاست دانوں اور بڑی شخصیات کو مدعو کیا گیا تھا۔ یعنی انڈیا میں تقریباً تمام جماعتیں بی جے پی کے ہندو ریاست والے فارمولا پر متفق ہو چکی ہیں اور واضح ہو چکا ہے کہ وہاں پر مسلمانوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ 6 دسمبر 1992ء کو جب بابری مسجد کو شہید کیا گیا تھا تو اس وقت بھی دو ہزار مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا تھا اور اس قتل عام میں انتہا پسند ہندوؤں سمیت انڈیا کی پولیس بھی ملوث تھی۔ اس

مرتب: محمد رفیق چودھری

کے بعد BJP کا بھارت پر راج قائم ہو گیا اور وہ مختلف انتہا پسندانہ اقدامات کے ذریعے مسلمانوں کو ٹارگٹ کرتی آرہی ہے۔ دوسری طرف دنیا کے کسی ملک نے انڈیا کے ان اقدامات کا نوٹس نہیں لیا۔ آئندہ کچھ عرصہ میں انگلینڈ کی کرکٹ ٹیم انڈیا جا رہی ہے، اس میں شامل پاکستانی نژاد کھلاڑی شعیب کو ویزہ دینے سے انکار کر دیا۔ یعنی وہ دنیا کو واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ اگر کوئی بندہ مسلمان ہو بالخصوص پاکستانی ہو تو اس کے ساتھ ہم نے ایسا ہی سلوک کرنا ہے۔ جبکہ دنیا انڈیا کے خلاف کوئی بات نہیں کرنا چاہتی کیونکہ دنیا کے انڈیا کے ساتھ معاشی مراسم ہیں۔ بابری مسجد کے بعد ان کا ٹارگٹ بھارت میں دوسری مساجد ہوں گی اور وہ مسلمانوں کا قلع قمع کرنے کے درپے ہیں۔

سوال: کیا رام مندر کا افتتاح کر کے مودی نے اپنی الیکشن مہم کا آفیشلی آغاز کیا ہے؟

رضاء الحق: رام مندر کا افتتاح کر کے نریندر مودی نے اپنے اور بی جے پی کے سیاسی عزائم کو واشگاف الفاظ میں کھول کے رکھ دیا ہے۔ دوسری طرف اس نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ بڑا راسخ العقیدہ ہندو ہے اور ان دونوں چیزوں کو ساتھ ساتھ جوڑا ہے۔ اس کی تیاری میں مودی نے 12 جنوری سے روزہ رکھا ہوا تھا۔ 2014ء میں جو مودی کا حلیہ تھا وہ اب بالکل تبدیل ہو چکا ہے۔ اب اس کی بڑی بڑی داڑھی ہے اور وہ سیفرون لباس زیب تن کیے ہوئے ہے۔ پھر اس نے اس موقع پر لمبی تقریر کی اور ہندو مذہبی کتابوں کے حوالے دیے۔ بہرحال یہ افتتاح مودی کی الیکشن مہم کا لازمی حصہ ہے۔ کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ بی جے پی میں اپر کاسٹ ہندوؤں کی تعداد زیادہ ہے یعنی برہمن، کھشتری وغیرہ لیکن گہرائی میں جا کر دیکھا جائے تو بی جے پی کی بنیادی رکنیت میں 10 کروڑ ہندو شامل ہیں۔ یہاں تک کہ کمیونسٹ پارٹی آف چائنہ سے بھی زیادہ بنیادی رکنیت ہے۔ بی جے پی کا آغاز آر ایس ایس سے ہوا تھا اور آر ایس ایس کے متعلق ہم سب جانتے ہیں کہ اس کی اٹھان ہندوتوا اور اکھنڈ بھارت کی سوچ کے ساتھ ہوئی ہے۔ اسی سوچ کو لے کر بی جے پی آگے بڑھ رہی ہے۔ وہاں صورت حال یہ ہے کہ مسلمانوں کے عائلی قوانین بھی غیر محفوظ ہو چکے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے وہاں تین طلاق کا مسئلہ آیا تو عدالت نے طے کیا کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ فیصلہ مسلمانوں کی کمیونٹی پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔ ابھی مودی حکومت نے یونیفارم سول کوڈ کو لاگو کرنا ہے۔ یعنی بھارت کے تمام شہریوں کے طرز زندگی کے متعلق قوانین بنائے جا رہے ہیں کہ وہ کونسا لباس پہنیں گے اور کس طرح زندگی

گزاریں گے چاہے ان کا مذہب کچھ کہتا ہو۔ عدالتوں کے فیصلے بھی انہی کے ایماء پر ہوں گے کیونکہ ان کی عدالتیں بھی اس بنیاد پر فیصلے دے رہی ہیں کہ ہندو اکثریت کی رائے کیا ہے۔ لوک سبھا میں 543 سیٹیں ہوتی ہیں، ان میں سے کم سے کم 101 سیٹوں پر مسلمانوں کا اچھا خاصا اثر ورسوخ ہوتا تھا لیکن رام مندر جیسے واقعات کے بعد مسلمانوں کو بالکل بیک فٹ پہ ڈال دیا گیا اور دوسری طرف ہندوؤں کو اکٹھا کیا گیا۔ وہاں مسلمانوں کے خلاف تمام ہندو متحد ہو چکے ہیں اور مسلمانوں کو ہرگز اجازت نہیں دے رہے کہ وہ اپنی آواز اٹھا سکیں۔ بہرحال رام مندر کا افتتاح مودی کی الیکشن مہم کا حصہ ہے اور اس کا بھرپور فائدہ اٹھائے گا۔ اس کو معلوم ہے کہ امریکہ، اسرائیل اور پورا یورپ اس کے ساتھ ہے، کچھ مذمتی بیانات آئیں گے لیکن اس سے آگے بڑھ کر کوئی اس کے خلاف کچھ نہیں کرے گا۔ لہٰذا مستقبل قریب میں مسلمانوں کے لیے بڑے مشکل حالات دکھائی دیتے ہیں۔

سوال: ایودھیا میں بابری مسجد مغلیہ دور میں قائم ہوئی اور 1949ء تک یعنی 421 سال تک وہاں نماز پابندی سے ادا کی جاتی تھی۔ 1949ء میں ہندوؤں نے شوشا چھوڑا کہ وہ رام کی جائے پیدائش ہے لہٰذا یہاں رام مندر قائم ہوگا۔ اس کے بعد سے انہوں نے اس کے لیے کوششیں شروع کر دیں اور آج اس کا افتتاح بھی کر دیا گیا ہے۔ سیکولرازم کا دعویٰ کرنے والا بھارت کیا اب واقعی ایک ہندو ریاست بن چکا ہے؟

ڈاکٹر حسن صدیق: یقیناً! اور اس کا وقت بہت اہم ہے۔ مسلمانوں نے کئی سو سال ہندوستان پر حکومت کی۔ ہندوؤں کا ہمیشہ یہ خواب تھا کہ یہاں پر ہمیں حکمران ہونا چاہیے۔ مذہبی سمبل کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔ جس طرح یہودی یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دنیا پر اس وقت تک حکمرانی نہیں کر سکتے جب تک ہم ہیکل سلیمانی کی تعمیر نہ کر لیں اور مسجد اقصیٰ کو شہید نہ کر لیں۔ اس کو سامنے رکھیں تو بابری مسجد مسلمانوں کے عروج کا سب سے پرانا سمبل تھا، ہندو سمجھتے ہیں کہ اس کی جگہ اب ہمارا رام مندر بن گیا ہے تو یہ بنیادی طور پر مذہبی لحاظ سے اتنا اہم ہے کہ ہم اس کو استعمال کر کے اپنا سیاسی، معاشی اور معاشرتی آرڈر بنائیں گے۔ بھارت میں اتر پردیش ہندوؤں کا بہت بڑا گڑھ ہے۔ یقیناً وہاں مسلمان بھی بہت ہیں اور دیوبند بھی وہاں ہے لیکن ایودھیا میں ہوٹلز بن رہے ہیں، لوگوں کو روزگار مل رہا ہے اور وہاں پر بڑے بڑے ہندو سرمایہ کار آ رہے ہیں۔ یعنی اس علاقے کو وہ معاشی اعتبار سے استعمال کر رہے ہیں۔ انڈیا کے ہندوتوا ریاست بننے میں رکاوٹ پاکستان بن سکتا تھا لیکن پاکستان اس وقت کچھ بھی نہیں کر رہا۔ حالانکہ پاکستان کو چاہیے تھا کہ اس حوالے سے اقوام متحدہ میں ڈپلومیٹک آواز بلند کرتا کہ مسلمانوں کو دنیا بنیاد پرستی کا طعنہ دیتی ہے لیکن بھارت تو خود ایک ہندو انتہا پسند ریاست میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اس کے خلاف بھی آواز اٹھنی چاہیے۔ اگر اسرائیل کو حماس کی طرف سے

> **انڈیا سیکولرازم کی بنیاد پر قائم ہوا لیکن کٹر ہندو ریاست بن گیا جبکہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا لیکن سیکولر سیٹ بن گیا**

ایک مزاحمت کا سامنا ہے تو دنیا بھی اسرائیل کے خلاف آواز بلند کر رہی ہے۔ لیکن انڈیا کو تو بالکل مزاحمت نہیں مل رہی ہے یعنی اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے تو پھر اس نے کامیاب ہی ہونا ہے۔ قیام پاکستان کے لیے انڈین مسلمانوں کا ایک اہم رول تھا۔ اب اگر وہ مشکل میں ہیں تو پھر ہمارا فرض بنتا ہے کہ ان کا ساتھ دیں اور ان کو سپورٹ کریں۔ مسلمانوں کی شہریت ختم کرنے اور ان پر مظالم ڈھانے سمیت بہت سارے اقدامات ہیں جو وہ اب تک کر چکے ہیں اور اب وہ اس سے آگے بڑھ کر باقاعدہ مسلمانوں کی نسل کشی کی طرف آئیں گے جس کو مسلمان برداشت نہیں کر سکیں گے۔

سوال: جب اس مندر کا افتتاح ہوا تو انڈیا کے مسلمان، علماء کرام، اور کانگریس سمیت وہاں کی اپوزیشن جماعتیں کیا رول ادا کر رہی ہیں؟

رضاء الحق: قرآن پاک میں راہنمائی موجود ہے کہ ﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ﴾ (المائدہ: 82) ”تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔“

ہندو مشرک اور صہیونیوں میں مماثلت ہے اور دونوں ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔ گریٹر اسرائیل اور اکھنڈ بھارت کا منصوبہ ایک جیسا ہی ہے۔ احادیث کی پیشین گوئیوں کو سامنے رکھیں تو آخری دور میں ایک جنگ مشرق وسطیٰ میں اور دوسری جنگ برصغیر میں لڑی جا رہی ہوگی اور بظاہر دیکھا جائے تو غزہ کی جنگ اس کا آغاز ہے۔ دوسری طرف ہندو انتہا پسندی بھی اس کا آغاز معلوم ہو رہی ہے۔ جہاں تک مذمت کی بات ہے کہ تو اس وقت ہندوستان کا ہندو مودی کو سپورٹ کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو دو تہائی اکثریت حاصل ہے۔ دوسری طرف وہاں کانگریس ہے جس پر نہرو خاندان کی مکمل اجارہ داری تھی لیکن راجیو گاندھی کے بعد اس کا زوال شروع ہوگیا۔ جبکہ دوسری طرف بے جے پی ہندو اکثریت میں مقبولیت حاصل کرتی چلی گئی۔ اب مودی کے خلاف بولنے والے لوگ بہت کم رہ گئے ہیں اور ان کی کوئی پوزیشن بھی نہیں رہی۔ کانگریس ایک تو کمزور ہے دوسرا اس کو بھی ہندوؤں کا ووٹ چاہیے ہوتا ہے اس لیے وہ بھی خاموش ہے۔ جبکہ مسلمان آپس میں تقسیم ہیں۔ بہت سارے مسلمان لیڈر بی جے پی میں بھی شامل ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے مودی نے کچھ اقدامات کیے تو مسلمان علماء نے بھی اس کو سپورٹ کیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ایک تو کمزور ہیں اور دوسرے متحد نہیں ہیں اور ان کی کوشش یہی ہے کہ ہم حکومت کو ناراض نہ کریں تا کہ ہمارے اوپر سختی کم سے کم ہو۔ عوام کی آواز مختلف ہے اور ایسے مواقع پر ہی تحریکیں اٹھتی ہیں لیکن اس میں ابھی وقت لگے گا۔ پاکستان کا ردعمل بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ ماضی میں کشمیر پر یا بھارت کے مسلمانوں کے خلاف بھارتی حکومت کوئی کارروائی کرتی تھی تو پاکستان کے عوام سڑکوں پر نکل آتے تھے اور مذہبی جماعتیں ان کو لیڈ کرتی تھیں۔ مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک چونکہ انڈیا کے ساتھ معاشی معاہدوں میں بندھے ہوئے ہیں اس لیے وہ بھی کوئی ردعمل نہیں دے رہے۔ ان کو پتا ہے کہ انڈیا اور مغرب کا اتحاد اس قدر اہمیت کا حامل بن چکا ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے پر انحصار کر رہے ہیں۔ بہرحال یہ ساری صورت حال ہمارے لیے ایک المیہ ہے۔

سوال: مودی سرکار کے کشمیر کے حوالے سے اقدامات

اور پھر حالیہ رام مندر کا افتتاح ،کیا اب ثابت نہیں ہوا کہ مسلم لیگ اور قائداعظم کا فیصلہ درست تھا؟

ڈاکٹر حسن صدیق: بالکل آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔بیس سال پہلے پاکستان کے میڈیا پر امن کی آشا کے نام سے ایک مہم شروع کی گئی جس میں کچھ سیاست دانوں نے بھی یہ کہا کہ یہ درمیان میں ایک لکیر ہے ورنہ ہم تو سینکڑوں سال سے اکٹھے رہ رہے ہیں۔ ہمارا کلچر ایک ہے وغیرہ۔

یعنی وہ قائداعظم اور علامہ اقبال کے نظریے کے خلاف بات کر رہے تھے۔درحقیقت قائداعظم اور علامہ اقبال نے ہندوستان کی سیاست میں رہ کر ہندو ذہنیت کو پڑھا اور پھر اپنے مشاہدے کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا کہ ہم اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ان کے مقابلے میں وہاں کے بڑے مسلمان لیڈر تھے۔حال ہی میں انڈین اداکار عامر خان کی ویڈیو وائرل ہوئی جس میں اس نے دعویٰ کیا کہ وہ مولانا ابوالکلام آزاد کے رشتہ دار ہیں۔لیکن عملی طور پر دیکھیں تو عامر خان نے ہندو عورت سے شادی کی اور اب اس کی بیٹی نے بھی ایک ہندو لڑکے سے شادی کی ہے۔ بہرحال اب قائداعظم کا موقف بالکل کھل کر ثابت ہوگیا ہے۔انڈیا میں پہلے کانگریس ایک منافقانہ سیاست کرتی تھی یعنی بظاہر سیکولرازم کا دکھاوا کرتی تھی لیکن پس پردہ ہندوؤں کو سپورٹ کرتی تھی۔ 1971ء میں اس نے وہی کیا جو ہندو توا کا نظریہ تھا۔بی جے پی کے دور میں وہی انتہائی پسندی کھل کر سامنے آگئی ہے اور اب پاکستان کا لبرل طبقہ بھی ماننے پر مجبور ہو چکا ہے کہ قائداعظم کا فیصلہ سو فیصد درست تھا۔ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ انڈیا سے معاشی و تجارتی تعلقات نہ ہوں، وہ کشمیر سے مشروط ہونے چاہئیں لیکن نظریاتی طور پر ہماری نوجوان نسل کنفیوژن کا شکار تھی کہ پاکستان بننا چاہیے تھا یا نہیں۔لیکن موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے وہ ساری کنفیوژن ختم ہوچکی ہے اور یہ بات بالکل واضح ہوچکی ہے کہ انڈیا ایک ہندو ریاست ہے۔

رضاء الحق: اس میں کوئی شک نہیں کہ قائداعظم اور علامہ اقبال کی سوچ درست ثابت ہوئی لیکن دوسری طرف ہم نے پاکستان بنانے کے بعد کیا کیا ؟انڈیا سیکولرازم کی بنیاد پر قائم ہوا اور پاکستان اسلام کے نام پر بنا اور ہمارا دعویٰ تھا کہ ہم یہاں خلافت راشدہ کے طرز پر جدید تقاضوں سے ہم آہنگ نظام قائم کریں گے۔یعنی خلافت پر پڑے ملوکیت کی دھبوں کو ختم کریں گے اور دنیا کو دکھائیں گے کہ یہ ہے اسلام کا اصل نظام۔لیکن عملی طور

پاکستان کو چاہیے تھا کہ اقوام متحدہ میں ڈپلومیٹک آواز بلند کرتا کہ مسلمانوں کو دنیا بنیاد پرستی کا طعنہ دیتی ہے جبکہ بھارت خود ایک ہندو انتہا پسند ریاست میں تبدیل ہو چکا ہے۔

پر دونوں ملکوں نے اپنی جگہ ریورس گیر لگا دیا۔آج انڈیا سیکولرازم سے نکل کر ایک فاشسٹ ہندو ریاست کے طور پر سامنے آرہا ہے اور پاکستان سیکولرائز ہوتا جارہا ہے۔ پاکستان میں اسلامی نظام کے لیے صرف جزوی کوششیں ہوئی ہیں۔جن میں قرارداد مقاصد کا پاس ہونا، 31 علماء کا 22 نکات مرتب کرلینا، 1956ء اور 1973ء کے آئین میں اسلامی دفعات کا شامل ہونا وغیرہ شامل ہیں ۔ بہرحال انڈیا اسی طرح انتہا پسندانہ اقدامات کرتا رہے گا تو مستقبل میں وہ تباہ وبرباد ہوجائے گا کیونکہ وہاں اقلیتیں بڑی تعداد میں ہیں اور پاکستان نے اگر اپنا رخ اسلام کی طرف نہ کیا تو اس کے ساتھ بھی کوئی بڑا حادثہ پیش آسکتا ہے۔

سوال: موجودہ حالات میں بھارت کے مسلمان بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ اور اپنے اسلامی تشخص کے بچاؤ کے لیے کیا اقدامات کریں؟

رضاء الحق: جس طرح اسرائیل کے خلاف حماس مزاحمت کر رہی ہے اور اسے مشکلات کا سامنا ہے۔اسی طرح انڈیا میں مسلمان تقریباً 21 کروڑ ہیں۔وہ اگر سیاسی اور مسلکی طور پر متحد ہوجائیں تو بہت بڑی فورس بن سکتے ہیں اور مسلمانوں کے حقوق کا دفاع کر سکتے ہیں۔کیونکہ ان کے بنیادی حقوق وہاں کے آئین میں موجود ہیں لیکن اگر ان کی حفاظت نہیں کریں گے تو وہ چھین لیے جائیں گے۔لہٰذا جو بھی آئینی وقانونی طریقہ کار موجود ہے اس کو استعمال میں لے کے آئیں۔ایک دفعہ انڈین عدالت نے مسلمانوں کے عائلی قوانین میں دخل دینے کی کوشش کی تھی تو مسلمانوں نے متحد ہوکر اس قدر بڑی مزاحمت کی کہ عدالت کو فیصلہ واپس لینا پڑا۔پھر انڈیا میں دیگر اقلیتوں کے ساتھ بھی مظالم ہورہے ہیں۔وہاں کم ازکم بیس سے زیادہ ایسی تحریکیں چل رہی ہیں جو انڈیا سے علیحدگی چاہتی ہیں۔ اسی طرح بی جے پی کی مخالف جماعتیں بھی موجود ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ان سب کے ساتھ اپنا اتحاد قائم کریں اور ایک مضبوط پوزیشن میں آکر اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھائیں ۔ اہم بات یہ ہے کہ اب انڈیا کے مسلمانوں کو اپنی لیڈرشپ سامنے لانے کی ضرورت ہے۔ 21 کروڑ مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے وہاں متبادل لیڈرشپ ہی موجود نہیں ہے۔جس طرح مسلم لیگ نے مسلمانوں کو لیڈ کیا تھا اور پاکستان بن گیا تھا اسی طرح اگر اب بھی انڈیا کے مسلمان اپنے اندر قیادت اور تحریک پیدا کریں تو ایک نیا پاکستان بن سکتا ہے۔

ڈاکٹر حسن صدیق: انڈیا نے وہاں اینٹی اسلام اقدامات کر کے اپنے آپ کو ایک ہندو ریاست کے طور پر منوالیا ہے۔لہٰذا پاکستان کو بھی چاہیے کہ وہ یہاں اسلام کو نافذ کر کے ایک اسلامی ریاست خود کو منوائے۔اس کے لیے مذہبی اور دینی سیاسی جماعتیں اپنا کردار ادا کریں۔ انہوں نے اپنے آپ کو ہندوازم کی بنیاد پر متحد کرلیا لیکن آخر ہم کب اپنے آپ کو اسلام کے نام پر متحد کریں گے۔ آخر میں جو نا امیدی پھیلی ہے اس کے حوالے سے قرآن کی آیت پیش کرنا چاہوں گا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝٨ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝٩﴾ (الصف)

"وہ تلے ہوئے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ (کی پھونکوں) سے بجھا کر رہیں گے' اور اللہ اپنے نُور کا اتمام فرما کر رہے گا' خواہ یہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظامِ زندگی پر' اور خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو!"

ہمیں یہی امید لگانی چاہیے۔وقتی طور پر وہ کامیاب ہیں لیکن بالآخر فتح مسلمانوں کی ہونی ہے۔ہمیں چاہیے کہ اللہ کے دین اور قرآن کو نافذ کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

......خون ہے، لاشے ہیں، شور ہے

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اسرائیل اور اس کے سرپرستوں کو لگام دینے کے لیے بین الاقوامی عدالتِ انصاف کے عبوری اقدامات کے لیے فیصلے کا دنیا کو انتظار تھا۔ اگرچہ سبھی جانتے تھے کہ لگام کا اصل اختیار عملاً صرف امریکا کے پاس ہے برسرِ زمین! عدالتی فیصلے کی حیثیت اخلاقی دباؤ اور سفارش کی ہے جس نے بہرطور اسرائیل مخالف عالمی رائے کو قوت دی ہے۔ اخلاقی دباؤ تو اخلاق والوں کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ پوری دنیا نے اسرائیل اور اس کی پشت پناہ حکومتوں کو شرم، عار دلانے، اخلاقی دباؤ ڈالنے کو اپنی جانیں گھلا دیں مگر چکنے گھڑوں پر بوند پڑی اور پھسل گئی۔ بالخصوص امریکا! کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اسرائیل نے عدالت کو یہود دشمن (Anti-Semitic) قرار دے کر دامن چھڑا لیا۔ وہ جانتا ہے کہ اس فیصلے یا اس کے احکامات کی حیثیت صرف ایک معتبر بین الاقوامی کاغذی رائے کی ہے۔ اس پر عملدرآمد کا اختیار سیکورٹی کونسل کے پاس ہے جہاں امریکا ویٹو لیے بیٹھا ہے بین الاقوامی اجماع کے پرزے اُڑانے کو!

عدالت نے غزہ کی صورت حال کا احاطہ کر کے اسرائیلی فوج کو فلسطینیوں کے قتل سے روکنے کا واضح حکم دیا ہے۔ فوری اطلاق کے ساتھ فوج کا فلسطینیوں کو دماغی، جسمانی نقصان پہنچانا یا ایسی صورت حال جس سے وہ جسمانی طور پر کلیتاً یا جزواً برباد ہو کر رہ جائیں، سے باز رہنا ہے۔ یہ قتلِ عام کی روک تھام اور اس جرم کی سزا پر مبنی کنونشن کے آرٹیکل 2 کے تحت ریاستِ اسرائیل کا فرض ہے کہ وہ غزہ میں فلسطینیوں کے تحفظ کے لیے تمام اقدامات کرے۔ نیز یہ بھی کہ فلسطینیوں کے ہاں ولادت روکنے والے اقدام سے بھی باز رہنا ہوگا۔ اگرچہ اس کنونشن کے تحت یہ سب کچھ اسرائیل پر پہلے بھی لازم تھا مگر تمام بین الاقوامی قوانین اور کنونشنز کے پرزے اسرائیلی سرپرست امریکا خود 2001ء سے 'دہشت گردی کے خلاف جنگ' کی آڑ میں اُڑا چکا اور بظاہر یہ لاحاصل صبر آزما تکرار ہے۔ تاہم ایک بین الاقوامی معتبر ادارے نے خود یو این کی رپورٹوں کے ہولناک مندرجات کے حوالے دے دے کر اسرائیل کی غزہ پر ڈھائی گئی قیامت کو قانونی زبان دے دی ہے۔

اب یہ ذیلی اداروں کی نری رپورٹیں نہیں رہیں، اعداد و شمار کے ساتھ UNRWA اور UCHA کی رپورٹوں کی بین الاقوامی عدالت میں تصدیق ہے۔ اسرائیل کے جرائم ریکارڈ پر لائے گئے ہیں۔ خود نیتن یاہو، اسرائیلی صدر اور کابینہ کے دو اہم وزراء کے بیانات کا حوالہ بھی عدالت میں لکھا گیا، جس میں وہ فلسطینیوں کے قتلِ عام کی نیت اور ارادے کا برملا اظہار کر رہے ہیں۔ 15 بمقابلہ 2 ووٹ سے یہ حقائق ریکارڈ پر آ گئے۔ اس پر اسرائیل نے فوری 180 فلسطینی قتل کر کے اپنا ردعمل دے دیا۔ نیز ایک نیا کیس گھڑ کر واویلا کر دیا کہ 7 اکتوبر کے حماس حملے میں (فلسطینیوں کو تمام تر انسانی ضروریات فراہم کرنے والے اہم ترین امدادی ادارے 'الانروا'، UNRWA) کے 12 ورکر شامل تھے۔ کل 30 ہزار ورکرز میں سے 12 کا تعین کر کے ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ اگرچہ یہ تحقیق و تصدیق طلب ہے کیونکہ یہ صرف اسرائیلی انٹیلی جنس رپورٹ ہے۔ اب جھوٹ کا نیا پلندہ لے آئے کہ وہ 190 کی تعداد میں ہیں جسے حماس نے ثبوتوں کے ساتھ رد کر دیا۔ فوری نتیجہ یہ نکلا کہ امریکا اور مغربی ممالک نے فلسطینیوں کی بحرانی صورت حال میں مدد دینے والے واحد ادارے کی فنڈنگ روکنے کا اعلان کر دیا۔ کل فنڈ جو یہ ممالک فراہم کرتے ہیں، وہ 94.9 فیصد ہے کل بجٹ کا، جس سے امدادی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ فلسطینی زندگیاں بچانے کے لیے اس ادارے کا قیام 1949ء میں یہودی مسلح جتھوں سے بے گھر، قتل زخمی ہونے والے مظلوم فلسطینیوں کے لیے عمل میں آیا تھا۔ اس کا سارا انحصار رضاکارانہ مدد پر ہے جو ان ممالک کے ذمے رہا۔ تمہی نے درد دیا ہے تمہی دوا دو گے، کے اصول پر! یاد رہے کہ عالمی عدالت نے اسی ادارے کی غزہ پر تفصیلی رپورٹ دی تھی۔ مہاجرین کی حالتِ زار، قحط سے دوچار کی گئی آبادی! موت، تباہی اور انخلاء: غزہ پٹی کے 100 دن۔ جو احاطہ UNRWA نے کیا تھا، اسی کو ریکارڈ کا حصہ بنایا تھا، پیرا نمبر 49 میں۔ لہٰذا اس ادارے کو فوری سزا کا سامنا امریکا، یورپی ممالک کے ہاتھوں کرنا پڑا۔ اس پر فلسطینیوں اور یو این کی طرف سے شدید تنقید ہوئی۔ 'الانروا' کے سربراہ نے کہا کہ یہ بھی 'قتلِ عام کنونشن کی خلاف ورزی ہے۔ فلسطینیوں کو مزید اجتماعی سزا دینے کی ضرورت نہ تھی، یہ ہم سب کو داغدار کرتا ہے۔' یو این سیکریٹری جنرل نے حالات کی سنگینی پر متوجہ کیا۔ یہ یقین دہانی کروائی کہ وہ کسی یو این ملازم کو 7 اکتوبر میں ملوث پانے پر احتساب کریں گے۔ تاہم اس پر اتنی پھرتی دکھانے (فنڈز فوری روکنے) پر شدید دھچکا لگنے کا اظہار کیا کہ 'ان مجبور اور بے بس آبادیوں کی شدید ناگزیر ضروریات لازماً پوری ہونی چاہئیں۔' ترجمان 'الانروا' نے اپنے خصوصی پیغام میں عرب اور خلیج ممالک سے کہا: ''تم کہاں ہو جو روزانہ اربوں ڈالر تیل سے کماتے ہو؟''

اس کا چھوٹا سا حصہ ادارے کی ان ضروریات کو پورا کرنے کو کافی ہے جس سے مغربی ممالک کی طرف سے ملنے والی کمی پوری ہو سکتی ہے۔ ترجمان گن نیس نے 'الجزیرۃ' سے کہا: 'عرب ممالک کو تو اس وقت انتہائی مجبور و بے کس لوگوں کی پلیٹ بھرنی چاہیے جو بھوک اور قحط کا سامنا کر رہے ہیں۔' ترجمان کے مطابق: اس ادارے پر حملہ سوچا سمجھا سیاسی حملہ ہے (ان کو سہولیات فراہم کرنے کے مرکز پر بھی اسرائیلی حملہ ہوا، معاشی حملے کے علاوہ)۔ اسرائیل یہ کہہ چکا ہے کہ 'جب تک 'الانروا' ختم نہیں کی جاتی، غزہ جنگ جیتی نہیں جا سکتی۔' اس سے زیادہ واضح پیغام اور کیا ہو سکتا ہے۔ نیز مغربی ممالک کا سیاسی اخلاقی بھرم اس اقدام سے شدید مجروح ہوا ہے۔ یہ فوری ردعمل امداد کی بندش کا، یہ معنی رکھتا ہے کہ قتلِ عام کی رفتار تیز تر ہو جائے امدادی کام کا گلا گھونٹ کر۔ تاہم عالمی سطح پر بڑی بڑی شخصیات کی تحاریر، تقاریر، اقدامات، مغربی نوجوان نسل کا شدید ردعمل سبھی کچھ اسرائیل اور مغربی حکومتوں کے

خلاف نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے میڈیا کا اتنے ہولناک واقعات سے چشم پوشی کا رویہ بھی انہیں آگ بگولہ کیے دے رہا ہے۔ یہ سب ایک بڑے انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ کریگ مرے، برطانوی سفارت کار، دانشور فنڈز روکنے پر یہ کہتا ہے کہ 'میں (امریکا، مغرب کا) اتنا صریح ظالمانہ ہونے کی توقع نہ رکھتا تھا۔ خدا کی چکی بہت آہستہ پیستی ہے مگر پیستی بہت باریک ہے۔ ہمیں اپنا کردار ادا کرتے رہنا ہے۔ انسانوں کی طاقت استعمال کر کے ان لوگوں کے ہاتھوں سے کنٹرول چھین لیا جائے جو ظالم قاتلوں کی ایک سیاسی جماعت ہے۔ بہرحال امید کی کرن افق پر موجود ہے۔' کوئین میری یونیورسٹی آف لندن کے ماہر قانون پروفیسر نیوگارڈن کا کہنا ہے (اس بحث کے ضمن میں کہ اگر جنوبی افریقہ اسے یو این سکیورٹی کونسل لے جائے تو اس صورت میں ICJ احکامات پر صورت کیا بنے گی؟) کہ اب امریکا جیسے ممالک کو بھی سنجیدگی سے ازسرنو سوچنا پڑے گا ویٹو کرنے یا اسرائیل سے سفارتی تعلقات معمول پر رکھنے کے حوالے سے۔ اب یہ ایک بالکل نئی صورت حال ہے جہاں دنیا کی اعلیٰ ترین عدالت یہ کہہ رہی ہے کہ بظاہر، بادی النظر میں اسرائیل قتلِ عام کا مرتکب ہو رہا ہے۔ (الجزیرہ۔ 26 جنوری)

سو باذن اللہ صبر کا میٹھا پھل غزہ کے لیے صرف آخرت میں نہیں، دنیا میں بھی نہایت گہرے، دیرپا اثرات کی صورت ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے دنیا میں ایک نئے تعارف کی صورت بھی اہلِ غزہ کے ثبات ہی کا پھل ہے۔ اسرائیل صرف حماس کے ہاتھوں بری طرح مار نہیں کھا رہا۔ بلکہ بہت بھاری معاشی قیمت بھی اسے جنگ کے ہاتھوں ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ اگر آج امریکا ہتھیار دینے بند کر دے تو جنگ بندی خود بخود کرنی پڑے گی۔ آبادکار فوجی کے جنازے پر دھواں دھار روتے شکست خوردہ فوجی ہی اسرائیلی ایٹمی طاقت کا منہ نہیں چڑا رہے۔ غاصب آبادکاروں کا مآل بیان نہیں کر رہے بلکہ اعلیٰ اسرائیلی کمانڈرز نے نیویارک ٹائمز (20 جنوری) سے اس کا اقرار کیا ہے کہ 'اسرائیل فلسطینی مزاحمت سے غزہ میں ہار رہا ہے، ہم غزہ کے بہت کم حصے پر قبضہ کر پائے ہیں۔ ہمارے حساس اداروں کے اندازوں کے برعکس حماس کا نظام نہایت چوکس اور جدید ہے۔ یرغمالیوں کی رہائی صرف سفارتی ذرائع سے ممکن ہے۔' نیتن یاہو کی جنگ اس کی کرسی اور اقتدار، ہٹ دھرمی کی جنگ ہے۔ وہ بھی کلیتاً امریکا، برطانیہ کے بل بوتے پر۔ سو یہ دو دیگر مغربی ممالک قتلِ عام اور ہولناک تباہی غزہ پر مسلط کرنے کے برابر کے مجرم ہیں۔ 1967ء میں نعیم صدیقی نے کہا تھا اقصیٰ پر:

تاریکیاں ہیں، خون ہے، لاشے ہیں، شور ہے
تہذیب کے عروج پہ ہے بزمِ ہست و بود
ہشیار! پاسباں ہی یاں کرتے ہیں رہزنی
اب قافلے کا سخت مراحل میں ہے ورود

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(11 تا 24 جنوری 2024ء)

جمعرات (11-جنوری) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔ رات کو ایک رفیق کی طرف سے دعوت دی گئی تھی، جس میں بمعہ اہل خانہ شرکت کی۔

جمعہ (12-جنوری) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (13-جنوری) کو حلقہ کراچی شمالی کا دعوتی دورہ ہوا۔ دوپہر 02:30 بجے IOTA World کوچنگ سینٹر کے طلبہ و طالبات سے خطاب کیا اور سوالوں کے جوابات دیئے۔ ادارہ کے اساتذہ سمیت کل تعداد تقریباً 300 تھی۔ طالبات کے لیے باپردہ انتظام کیا گیا تھا۔ مفتی اسحاق کی عمرہ پر روانگی کے باعث ان سے طے شدہ ملاقات و دیگر مصروفیات منسوخ کر دی گئیں۔ شام 7 بجے خطیب جامع مسجد محمودیہ، مفتی عبدالرحمن سے ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیالات ہوا۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد محمودیہ میں ''مسجد اقصیٰ کی پکار اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر دعوتی خطاب کیا۔ اس میں تقریباً 300 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔

اتوار (14-جنوری) کو حلقہ کراچی شرقی کا تنظیمی دورہ ہوا۔ صبح 9 بجے تا نماز ظہر رفقاء و ذمہ داران سے ملاقات، سوال و جواب کی نشست کا اہتمام ہوا۔ ظہرانہ پر حلقہ کی شوریٰ سے مختصر ملاقات ہوئی۔ عصر سے عشاء تک تین صاحب فراش رفقاء کی عیادت کی۔

پیر (15-جنوری) کو خصوصی اسرہ میں آن لائن شرکت کی۔ علاوہ ازیں معمول کی مصروفیات رہیں۔

جمعرات (18-جنوری) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ شام کو سابق امیر محترم سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی جس میں ان کے تین صاحبزادگان بھی شریک تھے۔

جمعہ (19-جنوری) کی صبح اظہر بختیار خلجی کے ہمراہ نائب امیر اور ناظم اعلیٰ سے آن لائن میٹنگ کی۔ قرآن اکیڈمی لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ شام کو عصر تا مغرب کچھ رفقاء سے آن لائن گفتگو اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔

ہفتہ (20-جنوری) کو لاہور میں ڈاکٹر امجد ثاقب کے ادارہ اخوت فاؤنڈیشن کے تعلیمی ادارہ کے ذمہ داران (جو بانی محترمؒ کو بھی سنتے ہیں) سے ملاقات رہی۔ ان کے زیر اہتمام حکومت پنجاب کے 300 پرائمری اسکولز چل رہے ہیں۔ طے ہوا کہ ان اسکولوں میں اسمبلی کے وقت علم فاؤنڈیشن کے قرآنی نصاب رائج کرنے کی کوشش کریں گے۔ قصور میں ایک کافی بڑی یونیورسٹی بنائی گئی ہے۔ وہاں بھی بانی محترمؒ کے سننے والے ہیں۔ قرآنی نصاب کی تجویز وہاں بھی رکھی گئی۔

اتوار (21-جنوری) کو کراچی میں اعجاز لطیف صاحب کے داماد کے ہاں بحریہ ٹاؤن، کراچی میں فیملی کے ہمراہ جانا ہوا۔ وہاں پر مقامی امیر کے ذریعہ مسجد کے امام صاحب سے گفتگو ہوئی۔ نیز بعد نماز عشاء معمول کے مطابق مقامی نظم کے تحت جاری ایک حلقہ قرآنی میں خطاب بھی ہوا۔

پیر (22-جنوری) کو پاک میرین اکیڈمی، کراچی میں خطاب ہوا۔ وہاں پر بھی لوگ بانی محترمؒ کو سننے والے تھے۔ ماہ رمضان میں وہاں زیر تعلیم کیڈٹس کے لیے بھی قرآن فہمی کی تجویز دی گئی ہے۔ نیز وہاں بھی علم فاؤنڈیشن کا قرآنی نصاب رائج کرنے کا مشورہ دیا گیا۔

منگل، بدھ (23،24-جنوری) کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔

نائب امیر سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔

شہداء کا اعزاز و اکرام

سعد عبداللہ (استاد قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد)

حالیہ اسرائیل و فلسطین جنگ میں اب تک پچیس ہزار سے زائد مسلمان مرد عورتیں اور بچے اپنی جانیں بیت المقدس پر قربان کر چکے ہیں، اسرائیل ایک پاگل ہاتھی کی طرح امریکی اسلحہ و بارود کے بل بوتے پر سینکڑوں فلسطینوں کو روزانہ کی بنیاد پر شہید کر رہا ہے، غزہ کی تمام عمارتوں کو ملبہ کا ڈھیر بنا کر اب مسلسل پناہ گزین کیمپوں پر گولہ باری جاری ہے۔ کسی بھی باضمیر انسان کے لیے یہ صورتِ حال انتہائی تکلیف دہ ہے لیکن بحیثیتِ مسلمان جب ہم قرآن وحدیث میں شہادت کا مقام ومرتبہ دیکھتے ہیں تو دل کو بے حد تسکین ہوتی ہے کہ بظاہر معصوم فلسطینیوں کے جسموں کو بموں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جا رہا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں شہداء کا کتنا عظیم الشان اعزاز و اکرام کیا جائے گا۔ ذیل میں قرآن وحدیث کی روشنی میں شہداء کے فضائل تحریر کیے جاتے ہے:

شہداء کا اعزاز و اکرام، قرآنِ حکیم کی روشنی میں:

سورۃ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احد پر تبصرہ فرمایا، اس جنگ میں مسلمانوں کو وقتی طور پر شکست ہوئی، نبی اکرم ﷺ مجروح ہوئے اور 70 جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے، مسلمانوں کے دل غم سے چور چور تھے۔ وہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَيَتَّخِذَ مِنۡكُمۡ شُهَدَآءَ ؕ﴾ (آلِ عمران:140) ”اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم میں سے بعض کو شہادت کے مرتبہ پر فائز کرے۔

سورۃ البقرۃ اور آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ نے شہید کو مردہ کہنے سے بھی منع فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ يُّقۡتَلُ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتٌ ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ وَّلٰـكِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ۝۱۵۴﴾ ”اور مت کہو ان کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں۔“

﴿وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ ۝۱۶۹ فَرِحِيۡنَ بِمَآ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ۙ وَيَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِيۡنَ لَمۡ يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ مِّنۡ خَلۡفِهِمۡ ۙ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۝۱۷۰ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۱۷۱﴾ (آلِ عمران) ”اور ہرگز گمان نہ کرنا ان کے بارے میں جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔ خوش ہیں اس (انعام و اکرام) سے کہ جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں عطا فرمایا اور خوش خبریاں حاصل کر رہے ہیں اپنے بعد والوں میں سے ان لوگوں کے بارے میں کہ جو ابھی ان کے ساتھ شامل نہیں ہوئے کہ نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے، خوشخبریاں حاصل کر رہے ہیں اللہ کے انعام اور اس کے فضل پر اور اللہ تعالیٰ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔“

اس آیت کی وضاحت میں حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ: ہم نے اس آیت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شہداء کی روحیں جنت میں سبز رنگ کے پرندوں کی صورت میں ہوں گی۔ ان کے گھر قندیلوں کی طرح ہونگے جو عرش سے لٹکی ہوں گی۔ وہ جنت میں سیر کریں گے جہاں چاہیں گے۔ پھر اپنی قندیل میں آ کر بیٹھ جائیں گے۔ ان کا رب پوچھے گا تمھیں کسی شے کی خواہش ہے؟ وہ کہیں گے ہمیں کس شے کی خواہش ہو، ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں۔ ان کا رب ان سے تین بار پوچھے گا۔ جب وہ دیکھیں گے کہ انہیں بغیر پوچھے چھوڑا نہیں جائے گا تو وہ کہیں گے ہم چاہتے ہیں کہ ہماری روحوں کو دوبارہ ہمارے جسموں میں ڈال کر دنیا میں بھیج دیا جائے تا کہ ہم دوبارہ اللہ کی راہ میں قتل ہوں۔ اس کے بعد ان سے کسی شے کی خواہش کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا۔ مسلم

قرآنِ حکیم اور احادیثِ مبارکہ سے رہنمائی ملتی ہے کہ شہداء کو ان کی شہادت کے فوراً بعد جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے یعنی ان کے لیے برزخ کا مرحلہ جنت میں طے ہوتا ہے۔ سورۃ یٰسین میں اللہ کے ایک نیک بندے کے بارے میں الفاظ آتے ہیں:

﴿قِيۡلَ ادۡخُلِ الۡجَـنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيۡتَ قَوۡمِىۡ يَعۡلَمُوۡنَ ۝۲۶﴾ (یٰسین) ”حکم ہوا کہ داخل ہو جاؤ جنت میں، اس نے کہا کاش میری قوم کو خبر ہوتی کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے عزت والوں میں سے کر دیا۔“

سورۃ محمد ﷺ میں یہ مضمون زیادہ وضاحت کے ساتھ آیا ہے:

﴿وَالَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَلَنۡ يُّضِلَّ اَعۡمَالَهُمۡ ۝۴ سَيَهۡدِيۡهِمۡ وَيُصۡلِحُ بَالَهُمۡ ۝۵ وَيُدۡخِلُهُمُ الۡجَـنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمۡ ۝۶﴾ (محمد) ”اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کے اعمال کو اللہ تعالیٰ ہرگز ضائع نہیں کرے گا بلکہ ان کو سیدھے رستے (جنت کی طرف) چلائے گا اور ان کی حالت درست کر دے گا اور ان کو داخل کرے گا جنت میں جس سے انہیں شناسا کر رکھا ہے۔“

شہداء کا اعزاز و اکرام، احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں:

”کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرے خواہ اس کو ساری زمین پر جو کچھ ہے وہ دے دیا جائے مگر شہید تمنا کرے گا کہ وہ دنیا کی طرف لوٹ جائے پھر دس مرتبہ قتل ہو، اس اعزاز کی وجہ سے جو شہادت پر اس نے دیکھا۔“ (بخاری)

نبی اکرم ﷺ خود بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کی تمنا فرمایا کرتے تھے: ((لَوَدِدۡتُ اَنِّىۡ اُقۡتَلُ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ اَحۡيَا ثُمَّ اُقۡتَلُ ثُمَّ اَحۡيَا ثُمَّ اُقۡتَلُ ثُمَّ اَحۡيَا ثُمَّ اُقۡتَلُ)) (بخاری)

”میری تمنا ہے کہ میں اللہ کے راستہ میں قتل کر دیا جاؤں پھر مجھے زندہ کیا جائے پھر قتل کیا جاؤں پھر مجھے زندہ کیا جائے پھر قتل کیا جاؤں پھر مجھے زندہ کیا جائے اور پھر قتل کیا جاؤں۔“

ہر مسلمان کو خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت کی موت طلب کرنی چاہیے۔ ((مَنۡ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدۡقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنۡ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ)) (مسلم)

”جس نے سچی نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کی، اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مقامات میں پہنچا دیں گے خواہ وہ بستر پر مرے۔“

اللہ ہی کے رستے میں موت آئے مسیحا
اکسیر یہی ایک دوا میرے لیے ہے

یوم یکجہتی کشمیر: پس منظر اور اہمیت

ہلال احمد

بھارت کے غیر قانونی تسلط کے خلاف برسرِ جدوجہد کشمیری عوام سے بھرپور یکجہتی کے لیے 5 فروری کو پوری قوم ایک بار پھر کراچی سے خیبر تک یوم یکجہتی کشمیر منا رہی ہے۔ پاکستان کے عوام ہر سال یوم یکجہتی کشمیر روایتی جوش و جذبے سے مناتے ہیں اس موقع پر کشمیریوں سے اظہار یکجہتی کے لیے ملک بھر میں خصوصی تقریبات کا انعقاد اور ریلیاں نکالی جائیں گی۔

پاکستان بھر میں یوم یکجہتی کشمیر پہلی بار 1990ء میں سرکاری سطح پر منایا گیا جو اب ایک روایت بن چکی ہے۔ پاکستان نے کشمیریوں کے حق خودارادیت کی ہمیشہ سیاسی، اخلاقی اور سفارتی سطح پر بھرپور حمایت کی ہے۔ پاکستان کا یہ اصولی موقف ہے کہ مسئلہ کشمیر کشمیری عوام کی خواہشات کے مطابق اقوام متحدہ کی قراردادوں کے تحت حل ہونا چاہئے، پاکستان نے بھارت کے غیر قانونی طور پر زیر تسلط جموں و کشمیر کے آزادی پسند عوام کی جائز جدوجہد کی طویل عرصہ سے حمایت کی ہے جو اس بات کا مظہر ہے کہ پاکستان میں حکومتوں کی تبدیلی کے باوجود مسئلہ کشمیر پر پوری قوم کا موقف ایک ہے۔

بھارت نے 1947 میں جموں و کشمیر پر ناجائز فوجی تسلط قائم کر کے کشمیری عوام کو محکوم بنایا اور وہ اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق کشمیریوں کو ان کا جائز حق خودارادیت دینے سے گریزاں ہے، اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے 13 اگست 1948ء اور 5 جنوری 1949ء کو اپنی قراردادوں میں کشمیری عوام سے وعدہ کیا تھا کہ انہیں رائے شماری کا موقع دیا جائے گا۔ بھارت طویل عرصہ گزرنے کے باوجود کشمیریوں اور عالمی برادری کی خواہشات کا احترام کرنے میں ناکام رہا ہے۔ مسئلہ کشمیر کا واحد، دیرپا اور مستقل حل صرف اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق استصواب رائے سے ہی ممکن ہے۔

پاکستان کا ہمیشہ یہ موقف رہا ہے کہ تنازع کشمیر کا حل اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق رائے شماری کے ذریعے نکالا جائے۔ کشمیری عوام بھارت کے تمام تر مظالم کے باوجود حق خودارادیت کے حصول تک جدوجہد جاری رکھنے کا عزم رکھتے ہیں، مسئلہ کشمیر کشمیری عوام کی امنگوں کے مطابق حل سے ہی برصغیر میں امن قائم ہوسکتا ہے۔ بھارت نے کشمیریوں کے مطالبہ آزادی کو دبانے کے لیے انہیں ہمیشہ ظلم وجبر کا نشانہ بنایا۔ 75 برس سے زائد کا عرصہ گزرنے کے بعد اب بھی بھارت کی مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی مسلسل اور بے دریغ پامالیاں جاری ہیں۔ مقبوضہ کشمیر کرۂ ارض کا وہ واحد خطہ ہے جہاں محض چند ہزار مربع میل علاقے میں کم وبیش 9 لاکھ سے زائد بھارتی قابض فوجی تعینات ہیں۔

بھارت سرزمین کشمیر پر جبری اور ناجائز فوجی تسلط کو جاری رکھنے کے لیے اپنے تمام وسائل کو استعمال کر رہا ہے۔ بھارتی حکمرانوں کی کشمیر پالیسی ظلم وستم، ہٹ دھرمی اور جھوٹ پر مبنی ہے اور یہ پالیسی بھارت کی بڑی نام نہاد جمہوریت ہونے کے دعوؤں کی یکسر نفی کرتی ہے۔ بھارت خطے میں بالادست قوت بننے کے خواب دیکھ رہا ہے، کشمیری عوام اور پاکستان نے کبھی بھی بھارتی بالادستی قبول نہیں کی ہے۔ 5 اگست 2019ء کو مقبوضہ کشمیر کو خصوصی حیثیت دینے والے بھارتی آئین کے آرٹیکل 370 اور 35 اے کے خاتمے کے بعد بھارت کشمیر میں مسلمانوں کی آبادی کے تناسب کو تیزی سے تبدیل کر رہا ہے، اس مقصد کے لیے بھارت کی حکومت نے مقبوضہ علاقے میں بھارتی قوانین کا اطلاق بھی عمل میں لایا ہے۔

بھارتی حکومت کے 5 اگست 2019ء کے غیر قانونی اقدام کے بعد مقبوضہ کشمیر میں ہزاروں افراد کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈالا گیا، حریت کانفرنس کی پوری قیادت اور آزادی پسند کارکنوں کو فرضی مقدمات میں جیلوں، عقوبت خانوں اور گھروں میں نظر بند کیا گیا ہے۔ کشمیری عوام بھارتی حکومت کے 5 اگست 2019ء کے غیر آئینی اقدام کا مقصد مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب کم کرنا اور بھارتی باشندوں کو آباد کرنے کی گھناؤنی سازش کا حصہ ہے۔ بھارت کے موجودہ حکمرانوں خاص طور پر مودی کی جارحانہ پالیسی اور اقدامات نے خطہ کو سنگین خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔ بھارت کشمیر میں ہندوتوا کی پالیسی پر عمل پیرا ہے، بھارت مقبوضہ علاقہ میں نوجوانوں کا قتل عام کر رہا ہے، کشمیری عوام بھارت کی فرقہ پرست بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت کے اقدامات کو مسترد کرتے ہیں۔

کشمیریوں کی حق خود ارادیت کے حصول کے لیے جدوجہد کسی کے زیر اثر یا تابع نہیں ہے بلکہ وہ بھارت کے غیر قانونی فوجی تسلط کے خلاف اپنی جدوجہد خود چلا رہے ہیں، بھارت کے ان استبدادی ہتھکنڈوں اور ریاستی دہشت گردی کے باوجود کشمیر کے عوام اپنی مبنی برحق جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں جبکہ پاکستان اور دنیا بھر میں رہنے والے پاکستانی 5 فروری کو کشمیریوں سے اظہار یکجہتی کا دن اس عہد کے ساتھ منا رہے ہیں کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی پاس کردہ قراردادوں کے مطابق کشمیری عوام کی جائز جدوجہد کی ہر قیمت پر حمایت جاری رکھی جائے گی۔

واضح رہے کہ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے ایجنڈے پر موجود سب سے پرانا تنازعہ ہے، کشمیر میں ہزاروں افراد کالے قوانین کے تحت مقدمات کا سامنا کر رہے ہیں، مقبوضہ علاقہ میں تحریک آزادی کے بعض کارکنوں کو موت اور عمر قید کی سزائیں سنائی جا چکی ہیں، کشمیریوں کو انسانی حقوق کی پامالیوں اور ظلم وزیادتیوں کا نشانہ بنا کر خوفزدہ نہیں کیا جاسکتا۔ کشمیری عوام کا یہ عزم صمیم ہے کہ وہ بھارت کے گھناؤنے اقدامات کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے اور وہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق اپنی جدوجہد آزادی کو منزل کے حصول تک جاری رکھیں گے۔ جبکہ یوم یکجہتی کشمیر کے موقع پر پاکستان اس بات کا تجدید عہد کرے گا کہ وہ کشمیریوں کی جائز اور مبنی برصداقت جدوجہد آزادی کا ساتھ دیتا رہے گا۔

حلقہ خواتین تنظیم اسلامی، لاہور کے زیر اہتمام ششماہی اجتماع

25 نومبر 2023ء بروز ہفتہ قرآن اکیڈمی لاہور میں تنظیم اسلامی، حلقہ خواتین کے زیر اہتمام ششماہی اجتماع کا انعقاد ہوا۔ پروگرام کا آغاز سورۃ الممتحنۃ کی آیات کی تلاوت اور ترجمہ کیا گیا۔

ششماہی اجتماع کے پہلے تربیتی بیان کا موضوع تھا "اُسرہ کیسے منعقد کیا جائے"۔ جس میں زوجہ محمود حماد صاحبہ نے اپنے لیکچر کے آغاز میں اس بات کی تاکید کی کہ معاونات رفیقات کے ساتھ قرارداد تاسیس کا مطالعہ ضرور کریں۔ اس میں اُسرہ جات کے انعقاد کے مقاصد (Objectives) کا ذکر کیا گیا ہے۔ دوسری اہم بات کی گئی کہ منتخب نصاب انتہائی جامع نصاب ہے جس میں عمل کے حوالے سے بہت زرخیز مواد ہے، اس لیے اس پر توجہ مرکوز کریں۔

مزید برآں مباحث عمل صالح کے ضمن میں خواتین کے مسائل سے متعلق اضافی نصاب شامل کیا گیا ہے۔ جس کے بارے میں اکثر رفیقات ناواقف ہیں اور معاونات کی طرف سے عدم توجہی برتی جاتی ہے۔ لمحہ فکریہ یہ ہے کہ ہم اُسرہ جات میں منہج انقلاب نبویؐ تک تو پہنچ جاتے ہیں لیکن خواتین کے بارے میں بنیادی قرآنی احکامات سے ناواقف رہتے ہیں۔ مرکزی سطح پر کوشش کی جارہی ہے کہ خواتین کا یہ اضافی نصاب مرتب کیا جائے۔ کتابی شکل میں دستیاب مواد سے فائدہ اٹھانا زیادہ سودمند ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ متعلقہ مواد کے مطالعہ اور تدبر کا بہترین طریقہ کار یہ ہے کہ معاونہ ہر مہینے ہوم ورک میں 3 آیات کی نشاندہی کرے کہ اگلی کلاس میں ان تین آیات کا لفظی ترجمہ اور تفسیر سے ان کا مطالعہ کریں اور اہم نکات پر نوٹس بنالیا کریں (تفاسیر: بیان القرآن، معارف القرآن اور تیسیر القرآن)

مذکورہ نصاب میں خواتین کے مسائل سے متعلقہ فقہی نوعیت کے اشکالات کو رفع کرنے کے لیے مرکزی اُسرہ کی خواتین سے مستقل رابطہ میں رہیں علاوہ ازیں ہماری کئی سینئر معاونات جو بہترین مدرسات بھی ہیں ان سے مشورہ لینے میں ہچکچاہٹ نہیں ہونا چاہیے۔ معاونہ کے لیے ضروری ہے کہ اُسرہ جات میں رفیقات کی غیر حاضری/ عدم توجہی کی وجوہات اُن سے دریافت کرتی رہا کریں۔

اُسرہ میں اثر پذیری کے حوالے سے بھی مرکزی اسرہ سے مشاورت رہنی چاہیے۔

تربیتِ اولاد، اصولِ معاشرت، تزکیہ نفس اور خصوصاً تجدید ایمان اُسرہ جات کے بنیادی موضوع ہونا چاہیے۔ تمام تر نصاب انہی اصول و مقاصد کے گرد بصورت مذاکرہ ہونا چاہیے۔ یوٹیوب سکالرز کو سننے کی حوصلہ شکنی کریں، رفیقات کی اس سلسلے میں راہنمائی کریں اور انہیں احساس دلائیں کہ تاثیر صحبت کے ثمرات بہرحال اس سے زیادہ ہمہ گیر ہیں۔

معاونات کے لیے خود اہم ترین بات یہ ہے کہ ان کا مطالعہ وسیع ہو۔ متعلقہ نصاب کا مطالعہ کر کے آئیں اور جو نصاب پڑھانا مقصود ہے اس پہ سوالنامہ تیار کریں جو اگلی کلاس میں ڈسکس کریں۔ مذاکرہ سلیس/ سادہ زبان میں ہو، مذکورہ نصاب معاونہ پہلے سادہ زبان میں بیان کریں پھر اس میں سے سوالات کریں (word by word پڑھنا اور پڑھانا عدم دلچسپی/ اکتاہٹ کا باعث بنتا ہے)

"آداب زندگی" کتاب تاثیر کے اعتبار سے بہت بہترین ہے۔ ذاتی اور اولاد کی تربیت کے پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا مطالعہ بہت سودمند ہوگا۔ ہر بار اس میں سے 4،5 نکات پڑھیں اور ان پر مذاکرہ کریں۔

تجوید اور مخارج کے ساتھ قرآن وحدیث نہ پڑھنا عمومی مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں کسی اور رفیقہ کی ذمہ داری لگادیں کہ وہ ریگولر رفیقات سے منتخب نصاب کی آیات اور احادیث کا ترجمہ اور تلاوت مخارج کے ساتھ سنیں اور لحن جلی وخفی سے متعلقہ اصلاح کی کوشش کریں۔ مطالعہ حدیث میں "روضۃ الصالحات" سے حدیث معاونہ خود تیار کر کے لائیں لیکن جس حدیث کا مطالعہ مقصود ہے اس سے متعلق رفیقات کو ہوم ورک دیا جائے کہ ہر رفیقہ اس سے متعلقہ مختلف پہلو پر کوئی اور حدیث اگلی کلاس میں لائیں۔ مثلاً حسد سے متعلق کوئی حدیث پڑھنی ہے تو حسد سے متعلقہ ہر رفیقہ کوئی نہ کوئی حدیث لائیں جس پر مذاکرہ کیا جائے۔ معارف الحدیث کتاب میں سے بہت سے اہم تشریحی نکات مل جاتے ہیں۔ اس سے موضوع میں ہمہ گیریت اور جامعیت پیدا ہوتی ہے۔ احادیث اور لفظی ترجمہ یاد کرنا بھی رفیقات کے لیے لازم ہونا چاہیے۔

آسان فقہ، بلوغ المرام پڑھانے کی قابلیت اگرچہ خواتین میں نہیں کیونکہ ان میں فقہی مباحث زیادہ ہیں۔ ایسے مسائل پر رفیقات کے سوالات نوٹ کرلیں۔ اس سلسلے میں مفتی کفایت اللہ صاحب کی کتاب "تعلیم الاسلام" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اکثر سوالات کے سادہ جوابات اس میں سے مل جاتے ہیں۔ ذہن نشین رہے کہ بہشتی زیور بڑے علماء کی طرف سے خواتین کا نصاب تیار کیا گیا ہے۔ یہ (علماء صاحب علم بھی تھے اور صاحب عمل بھی) ان کی تحریروں میں تاثیر زیادہ ہے معاونات کے لئے سہولت ہو تو اپنی ذاتی لائبریری میں ان دونوں کتب کو شامل رکھیں۔ اپنی فقہ کے مطابق مستند تصانیف سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح تذکار صحابیات اور سیرت النبیؐ مستقل زیر مطالعہ رکھنے کے لئے آسان طریقہ کار تو یہ ہے کہ سیرت کے عنوانات تقسیم کر لئے جائیں۔ ہر رفیقہ کو جو عنوان دیا جائے وہ اس کا مطالعہ کر کے آئیں اور اپنی زبان میں سادہ الفاظ میں انہیں بیان کریں۔ (تاکیدی نوٹ: word by word پڑھنے کی حوصلہ شکنی کی جائے) تزکیہ نفس کتاب میں سے بھی سوالات تیار کیے جائیں اور بصورت مذاکرہ ان پر گفتگو کی جائے، اس سلسلے میں یاد رہے کہ آداب زندگی، تذکار صحابیات، منتخب نصاب اور حدیث سب تزکیہ نفس ہی کی فروعات اور موضوعات ہیں۔ اس لئے اس پہلو کو بھی ذہن میں رکھ کر تیاری کی جائے۔

اُسرہ جات کا اولین مقصد اور ترجیح عملی زندگی میں بہتری کے احساس پر مرتکز ہونا چاہیے۔ اور یہی مقصد ذہن میں مستحضر رہنا چاہیے۔ خواتین اپنی، بیٹیوں، پوتیوں اور نواسیوں وغیرہ کو ہمراہ لائیں یا کم از کم گھر میں ان سے مجوزہ موضوعات پہ گفتگو کرتی رہا کریں۔ مذکورہ تفویض کردہ مطالعاتی نصاب کو رفیقات اپنے لئے فائدہ مند سمجھیں اور تقویٰ کے حصول کا ذریعہ بھی۔ نئی رفیقات کی حوصلہ افزائی کے ساتھ انہیں بولنے کا موقع دیں۔ اس سے ایمانی جذبات کی تجدید ہوگی۔ رفیقات کی ماہانہ رپورٹس کے حوالے سے معاونہ کی ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی مسئلہ دو تین رفیقات میں مشترکہ ہے تو اس پہلو کو عام کر کے نشاندہی کریں۔ ملکی وبین الاقوامی حالات و واقعات سے آگاہی کے لیے ندائے خلافت، میثاق اور حکمت

قرآن کے مطالعہ کی ترغیب دلائیں۔ کسی معاونہ کی کوئی رفیقہ اگر کہیں اور کسی مدرسہ/کسی ادارہ میں درس وتدریس کے حوالے سے منسلک ہیں تو مرکز کو اس حوالے سے ضرور آگاہ کریں۔

"مدرسات قرآن کے لیے خصوصی ہدایات" کے عنوان سے محترمہ امۃ المعطی صاحبہ کا دوسرا بیان تھا جس میں خصوصی طور پر مدرسات تنظیم کو دروس قرآنی کی تیاری کے حوالے سے بنیادی راہنمائی فراہم کی گئی اور انہیں تاکید کی گئی کہ اسلاف، فقہاء عظام اور کبار علماء کی تحریروں کا مطالعہ کریں۔ ان کی تحریروں میں علم وعمل کی تاثیر یوٹیوب کے موٹیویشنل سپیکرز سننے سے بڑھ کر ہے جو بغیر کسی سفر کے دین کے حوالے سے ایسی گفتگو کرتے ہیں جن سے شکوک وشبہات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسلاف کی تحریروں کی قدر کریں اور اس سلسلے میں عبداللہ بن مبارکؒ کے اس قول کو حرزِ جاں بنالیں کہ **الإسناد مِن الدِین ولولا الإسناد لقال مَن شاء ما شاء** (سند دین میں سے ہے اگر اسناد کا وجود نہ ہوتا تو جس کے دل میں جو آتا کہہ دیتا) اگر ہمارے دین میں سند نہ ہوتی تو کوئی بھی شخص اسلام کے متعلق جو جی چاہے وہ کہتا آج نیٹ، فیس بک، واٹس ایپ اور یوٹیوب کے ذریعہ اسلام کی نت نئی تشریحات سامنے آرہی ہیں۔ ان آلات کے ذریعہ روشن خیال نام نہاد سکالرز ہدایت کی بجائے گمراہی زیادہ پھیلا رہے ہیں۔ اس ضمن میں غیر معمولی احتیاط لازمی ہے۔

مدرسات کے لیے ضروری ہے کہ کتابچہ مدرسین کے لیے خصوصی ہدایات زیر مطالعہ رکھیں۔ مدرسات خالصتاً اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لئے درسِ قرآن دیں۔ ہر درس سے قبل اپنی نیتوں کا بار بار جائزہ لیں۔ دروس کا اسلوب مفتیانہ نہیں بلکہ خیر خواہی پر مشتمل ناصحانہ ہونا چاہیے۔

دروس کی تیاری میں اپنی رائے سے اجتناب کریں۔ آیات کی تفسیر وتشریح میں اپنی عقل وفکر کی بجائے مفسرین کی آراء کو فوقیت دیں۔ اس ضمن میں یہ بات بھی مستحضر رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ، تابعین عظام اور کبار علماء باوجود یہ کہ اپنے تقویٰ اور علم کے تفسیر بالماثور پہ اکتفاء کرتے تھے۔ اگر تفسیر بالرائے کے ضمن میں کچھ بیان بھی کرنا پڑے تو صرف معروف معاصر مفسرین کی آراء کو مقدم رکھیں، اپنی الگ رائے پیش نہ کریں۔ مدرسہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ کم از کم عربی زبان کے بنیادی قواعد اور اسالیب سے واقف ہو۔ اس کی تجوید اس قدر درست ہو کہ قرآن پڑھتے وقت لحن جلی کی مرتکب نہ ہو۔ ایک مدرسہ اگر قرآن کی تلاوت بھی درست طریقے سے نہ کر سکے۔ اسے درس قرآن کی اجازت دینا بھی ظلم ہوگا۔

مزید برآں رمضان المبارک میں منعقدہ دورہ قرآن کی مجالس میں انتظامی امور سے منسلک خواتین کے حوالے سے چند عمومی مسائل منظر عام پر آئے ہیں۔ اس سلسلے میں نظم وضبط پر مامور خواتین کے لیے خصوصی ہدایات میں یہ بات شامل رہے کہ ایسی رفیقات اپنے لباس اور حلیہ پہ خصوصی توجہ دیں کیونکہ عام سامع خواتین انہیں اپنی دین کی نمائندہ کی حیثیت سے Judge کر رہی ہوتی ہیں۔ اس لیے اپنے ظاہری حلیہ کے ساتھ اخلاق ومعاملات پہ بھی توجہ مرتکز کرنے کی ضرورت ہے۔ یاد رہے کہ دین کی تاثیر جو سادگی اور وقار کے ساتھ ہے وہ تصنع، بناوٹ اور بناؤ سنگھار میں نہیں ہے۔ دورہ قرآن کی ان مجالس میں بہترین اخلاق، محبت اور خیر خواہانہ کے جذبات کے ساتھ نظم وضبط قائم کریں۔

اہم نوٹ: مرکزی اُسرہ حلقہ خواتین کی طرف سے مرکز میں گزارش کی گئی ہے کہ معاونات کی تربیت وراہنمائی کے حوالے سے جس پروگرام کا انعقاد مقصود ہے وہ قبل از رمضان ہو جائے تو بہتر ہے تاکہ انتظامی اُمور پہ مامور خواتین تراویح پروگرامز تک نظم وضبط کے حوالے سے ضروری ہدایات پہنچ جائیں۔

اگلا بیان زوجہ اسد مختار صاحبہ نے دیا، جس میں معاونات کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے تاکید کی کہ:

نظام العمل، رہنما اصول اور مدرسین قرآن کی ہدایات کے رہنما اصول پر مشتمل کتابچے مستقل زیر مطالعہ رکھیں۔ ایک بار کا مطالعہ نفع بخش نہ ہوگا۔ مذکورہ کتابچے پڑھنے کی ترغیب رفیقات کو بھی کریں۔ اپنے اپنے حلقہ جات میں معاونین سے مشاورت کرکے ماہانہ پروگرام کا اہتمام وانعقاد کریں۔ معاونات اپنی رفیقات سے ذاتی سطح پر مراسم رکھیں جہاں ضرورت محسوس ہو انہیں ذاتی مسائل پہ بھی راہنمائی دیں۔

رہنما اصول صفحہ نمبر 11 میں رفیقاتِ تنظیم کے مطلوبہ اوصاف درج کئے گئے ہیں، جن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کئے گئے عہد اور بیعت کے ضمن میں اساسی وبنیادی ہدایات درج ہیں۔ ان کی روشنی میں وقتاً فوقتاً ذاتی جائزہ ومحاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔ پروگرام کے اختتام میں ناظمہ علیا صاحبہ کا پیغام جو سالانہ اجتماع میں پیش کیا گیا تھا پڑھ کر سنایا گیا۔

آخر میں ناظمہ عالیہ صاحبہ نے دعا کرائی اور یوں یہ ششماہی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمام رفیقاتِ تنظیم کی سعی وکاوش کو قبول فرمائے اور دنیوی واُخروی کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین یارب العالمین! ❀❀❀

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں مقیم شیخ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم انجینئرنگ کے لیے دینی مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0320-4092597

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

إنا للہ وإنا إلیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی جنوبی، ڈیفنس کے سینئر ملتزم رفیق محمد منور باوانی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0300-8255831

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کورنگی شرقی کے رفیق حافظ محمد ارسلان کے بڑے بھائی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0333-3478778

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے رفیق جناب احتشام محمد کی اہلیہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0333-2418862

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Genocide case against Israel has merit, says ICJ

In its interim ruling today (January 26), the International Court of Justice (ICJ) declared that the case against Israel committing genocide has merit. Further, the court ruled that it has jurisdiction to hear the case. It was brought before the court by South Africa and was heard on January 11. Not surprisingly, Israel and its western allies called for the dismissal of the case claiming it had no merit.

Let us consider what the ICJ ruling said, as summarized by Al-Jazeera:

1. The court says it has jurisdiction to rule in the case.
2. The court orders Israel to take measures to prevent acts of genocide in the Gaza Strip.
3. The court says Israel must prevent and punish incitement to genocide.
4. The court says Israel must allow humanitarian aid into the Strip.
5. The court obliges Israel to take more measures to protect Palestinians but does not order it to end military operations in the Strip.
6. Further, the court says, Israel must report back in one month to show its compliance with the ruling.

Without demanding an end to military operations, Israel will continue to perpetrate genocide as it has done since October 7. Thus, the genocidal zionists have been given another month to continue the horrors.

Does it really make sense to call for allowing humanitarian aid and prevent the deaths of innocent civilians without a ceasefire?

Israel's western allies—the US, Canada, Britain, France, Germany et al—tip-toed through the ruling, or sought to minimize its significance. They reiterated the now standard line that "Israel has the right to defend itself." Israel is not defending itself; it is perpetrating genocide against defenceless Palestinian civilians. Western officials, whether in the US, Canada, Britain, Germany etc, cannot be oblivious of the fact that Israel has murdered more than 26,000 Palestinians since October 7.

According to the World Health Organization (WHO), only 15 of Gaza's 36 hospitals are partially functional. They have run out of medicines. Israel prevents any medicines from being delivered to Gaza. There is no anaesthesia, for instance. So, doctors are forced to amputate children's limbs without anaesthesia. The overwhelming majority of Gaza's 2.3 million people are on the verge of starvation.

One wonders how these western rulers can sleep at night in the light of these facts. This may perhaps be the wrong question. After all, the European settler colonialists in North America also perpetrated the genocide of Native Peoples. Their kith and kin are doing exactly the same in Palestine. The only difference is that the rest of the world is hearing and seeing this in real time.

Nobody should have any illusion that Israel will abide by even this limited ruling. What the ruling has achieved though is that zionist Israel can no longer play the victim card. The zionists are acting as barbarians and western rulers are complicit in their crimes. Even beasts do not indulge in such behaviour. They kill to satiate their hunger but they do not indulge in mass slaughter.

Only the zionists and their western allies are capable of perpetrating such crimes against humanity.

<u>**Courtesy:**</u> ***https://crescent.icit-digital.org/articles/genocide-case-against-israel-has-merit-says-icj***

Vol: 33 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.06

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore